

اہل سنت کا نشان

باقیہ

NOVEMBER 2008

150 سالہ اسلام

# رمضان المبارک

محضر زلمہ گمان یا محترم میزبان

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی مدظلہ

متوفی ۱۳۶۷ھ

از افادات

مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی  
رئیس دارالافتاء جمعیت اہل سنت پاکستان  
نہالم

جمعیت اشاعت اہل سنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

Ph : 021-2439799 Web : www.ishaateahlesunnat.net

نام کتاب : رمضان مبارک معزز مہمان ہے یا محترم میزبان

تصنیف : صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ

ترتیب : مولانا غلام مجین الدین نعیمی علیہ الرحمہ

تخریج و تحشیہ : مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

سن اشاعت : رمضان المبارک ۱۴۴۷ھ - اکتوبر ۲۰۲۵ء

تعداد : ۲۰۰۰

سلسلہ اشاعت نمبر : ۱۵۰

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

کافذی بازار میٹھا در، کراچی

خوشخبری: یہ رسالہ ویب سائٹ [www.ishaateahlesunnat.net](http://www.ishaateahlesunnat.net) پر موجود ہے،

نیز کتب خانوں پر بھی دستیاب ہوگا۔

## فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۵	اعتکاف	۳	پیش لفظ
۳۶	آداب و محاسن	۵	رؤیت ہلال
۳۶	مفسدات اعتکاف	۶	معزز مہمان یا محترم میزبان
۳۷	ممنوعات	۶	دور ترقی
۳۷	تراویح	۱۱	مہمان محترم کا استقبال
۴۰	تراویح کا وقت	۱۴	یوم شک کا روزہ
۴۱	نابالغ لڑکوں کی امامت	۱۵	روزہ
۴۱	وتر	۱۷	مراتب صوم
۴۳	صدقہ فطر	۲۰	رمضان المبارک
۴۳	عید کے مسائل	۲۶	رمضان المبارک کے روزے
۴۳	عید کی سنتیں	۲۸	روزے کے مکروہات
۴۴	مباحات و مستحبات	۲۸	سحری و افطاری
۴۴	نماز عید	۲۹	مفسدات
۴۴	نماز عید کا وقت	۳۱	اعذارِ مہیجہ
۴۴	نماز عید کی ترکیب	۳۱	روزہ کے متفرق مسائل
۴۵	عید کی روایت	۳۴	شب قدر
۴۵	روزہ میں انجکشن	۳۲	وجہ تسمیہ
		۳۳	اخفاء کی حکمت

## پیش لفظ

اللہ تعالیٰ بے مثل ہے اس کا کلام بھی بے مثل ہے تو اس بے مثل نے اپنا بے مثل کلام جس پر نازل کیا وہ محبوب بھی بے مثل ہے کہ اس کی مخلوق میں اس محبوب جیسا اور کوئی نہیں کہ خود ہی ارشاد فرمایا: "لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ" اور "أَنْتُمْ مِثْلِي" میں تمہاری مثل نہیں ہوں، کون ہے تم میں میری مثل۔ جس رات میں بے مثل نے اپنے بے مثل کلام کو نازل فرمایا وہ رات بھی بے مثل ہے کہ فرمایا:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۚ

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَبْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۚ﴾ (القدر: ۹۷/۲، ۳)

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا ہے شب قدر، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر۔

کہ اس رات جیسی کوئی رات نہیں اور بے مثل نے اپنے بے مثل کلام کو جس ماہ میں اتارا وہ مہینہ بھی بے مثل ہے کہ بارہ مہینوں میں سے کوئی مہینہ بھی اس کا مثل نہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "میری امت کو معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا ہے تو میری امت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہو" (الترغیب والترہیب، ج ۲، ص ۵۸)

زمانہ کو عزت ملتی ہے اس میں ہونے والے اہم واقعہ سے۔ رمضان زمانہ ہے اس میں اہم واقعہ قرآن کریم کا نزول ہے، فرمایا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾ (البقرہ: ۱۸۵/۲)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا۔

نزول قرآن کی برکت سے اس ماہ کو یہ فضیلت ملی کہ اس کے لئے جنت آراستہ کی جاتی ہے، جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، سرکش شیطان مقید کر دیئے جاتے ہیں، رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، خطائیں مٹائی جاتی ہیں، گناہ معاف کئے جاتے ہیں، جنہیں خدا چاہے جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے، دعائیں قبول کی جاتی ہیں، نفل و سنت کا ثواب فرضوں کے برابر اور فرضوں کا ثواب سترگنا ہو جاتا ہے غرض یہ کہ یہ رحمتوں، برکتوں بھرا مہینہ ہے اس کی ہر



ساعت ہمارے لئے انعام ہے، یہ معزز مہمان بھی ہے اور محترم میزبان بھی۔ زیر نظر رسالہ صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کے ”مجموعہ فتاویٰ و اہم افادات و تبرکات“ کا ایک جزء ہے جسے حضرت کے خاندان کے ایک فرد حضرت مولانا سید محمد طاہر صاحب نعیمی (آفس انچارج جمعیت اشاعت اہلسنت) کے توجہ دلانے پر عوام المسلمین کے فائدے کے لئے ماہ رمضان میں شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ مذکورہ رسالہ کسی عنوان سے معنون نہ تھا بس اس کے مختلف عنوانات میں سے ایک عنوان پر اس کا نام رکھ دیا گیا ہے ”رمضان مبارک معزز مہمان ہے یا محترم میزبان“ اس مجموعے کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ صدر الافاضل علیہ الرحمہ کی مستقل تصنیف نہیں ہے بلکہ آپ کے مختلف و متفرق مضامین اور تحریروں کو ترتیب دے کر ایک کتابی صورت میں جمع کر دیا گیا، غالباً یہ کارنامہ حضرت صدر الافاضل کے شاگرد رشید حضرت مولانا غلام معین الدین نعیمی رحمہ اللہ نے انجام دیا اور اس رسالہ کے آخر میں ایک فتویٰ بھی انہی کا تحریر کردہ ہے، اور جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) اسے اپنے سلسلہ اشاعت میں 150 ویں اشاعت کے طور پر شائع کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس معزز مہمان کے احترام کی توفیق بخشے اور محترم میزبان کی برکتوں اور رحمتوں سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقط

محمد عطاء اللہ نعیمی

خادم دارالافتاء جمعیۃ اشاعۃ اہل السنۃ (پاکستان)

خادم اسلام و اہلسنت

بسم الله الرحمن الرحيم

## رُویۃ ہلال

شعبان کی ۲۹ کو چاند کی تلاش واجب علی الکفایہ ہے، اگر چاند دیکھ لیں تو روزہ رکھیں ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کریں، ابو داؤد و ترمذی کی حدیث ہے:

”صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ، وَ افْطَرُوا لِرُؤْيَيْهِ فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ الْهَلَالُ

فَاكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا“ (۱)

یعنی، حضور ﷺ نے فرمایا: روزہ رکھو چاند دیکھ کر، اگر اُبر و غبار کی وجہ سے

چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرے۔

منجھوں کے قول اور لوگوں کے قیاس و تجربہ اور جنتیوں کی تحریریں سب چاند کے باب میں نامعتبر ہیں، جس دن کی رمضانیت میں شک ہو، اس دن کا روزہ بایں نیت رکھنا کہ اگر یہ دن رمضان ہے تو روزہ رمضان کا ورنہ نفل کا، اس طرح کا روزہ مکروہ ہے۔ لیکن جو لوگ ہر مہینہ کہ آخر میں نفل روزے رکھنے کے عادی ہیں یا خالص نفل کی نیت کرنے پر قادر ہیں ان کو بہ نیت نفل روزہ رکھنا جائز ہے، مفتی کو بھی اس دن بہ نیت نفل روزہ رکھنا چاہئے، عوام دو پہر تک انتظار کریں اگر کہیں خبر آجائے تو روزہ رکھیں ورنہ افطار کر لیں، جس شخص نے تنہا چاند دیکھا وہ روزہ رکھے، اگر امام اس کی شہادت نہ قبول کرے، جب آسمان پر اُبر و غبار ہو امام رویت ہلال رمضان میں ایک آدمی کی شہادت قبول کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور عید کے چاند کے لئے کم از کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے۔ (السوادل اعظم مراد آباد، ماہ رمضان المبارک، ۱۳۳۵ ہجری)

ہدایہ اسلام و اہلسنت

۱۔ مشکاة المصابیح، کتاب الصوم، باب رؤیة الهلال (رقم: ۲/۱۹۷۰) بحوالہ ”صحیح البخاری“

(رقم: ۱۹۰۹) ”صحیح مسلم“ (رقم: ۱۸/۱۰۸۱)

## رمضان مبارک

### معزز مہمان ہے یا محترم میزبان

کارخانہ عالم میں کارساز قدرت کے عجائب صنعت و غرائب حکمت کا جن بیدار دلوں نے معائنہ کیا ہے اور مجموعہ کائنات کے لبریز حکمت صفحات کا جن اہل بصیرت کو مطالعہ نصیب ہوا ہے، وہ جانتے ہیں کہ صانع ماطر نے ہر نقش ہستی کو کچھ خصوصیتیں عطا فرمائی ہیں، امکانہ و مقامات، اگر منہ وساعات بھی اس قانون حکمت کے احاطہ سے باہر نہیں ہیں، مشاہدات مکانی خواص کی شہادت دیتے ہیں، تجربیات زمانی خصائص کے واضح ہیں، قطب شمالی سے قرب رکھنے والے بلاد کی بروودت، خط استواء کے نیچے واقع ہونے والے شہروں کی حرارت، اقلیم کے مزاجوں کا تفاوت، وہاں کے باشندوں کے شکل و صورت، قد و قامت، رنگ، بینت، عادت، خصلت، ضعف، قوت، اغذیہ و اثر بہ وغیرہ کے اختلافات، پیداوار کے فرق یا قابل انکار حقیقت ہیں۔ وہی انسان ترکستان میں کیسا گورا چٹا سرخ و سفید، بلند قامت، قوی ہیکل خوبرو ہوتا ہے، وہی زنجبار میں کالا بھجگا، پستہ قد کمر و درشت خو نظر آتا ہے، اسی طرح اگر منہ و اوقات کی خصوصیتیں بھی عجیب مناظر سامنے لاتی ہیں۔ موسم گرما و سرما میں، رنج و خریف میں، صبح و شام میں، لیل و نہار میں کس قدر اختلافات ہیں، ان اوقات سے ہمارے احوال میں جو تغیر و تبدل ہوتے رہتے ہیں محتاج ثبوت نہیں، زمین سے جھنے والے ایک درخت کو ایام بہار میں جونش و نما، ہنری و شاوہانی، ترہت و طراوت حاصل ہے خزاں میں کہاں۔ گاؤں کا ایک کاشتکار بھی دانہ بکھیرنے اور بیج ڈالنے کے وقت کو پہچانتا ہے، سمندر کا جزر و مد بھی اوقات کی تاثیر کی گواہی دیتا ہے۔

### دور ترقی: ہلکام اسلام و اہلسنہ

آج کل کا زمانہ جس کو ”دور ترقی“ کہتے ہیں مادیت کی تاریکی و تراکم ظلمات کا عہد تاریک ہے جس طرح نابینا اجسام کی سختی و نرمی، سردی و گرمی، طول و عرض تو ٹٹول اور چھو کر معلوم کر لیتے ہیں مگر

نظر فریب رنگ اور دل آویز حسن و خوبی منظر سے بالکل نا آشنا و بے خبر رہتے ہیں، اسی طرح عہد حاضر کے مدعیان ترقی جو مادیت کے تیرہ ونا رگرواب میں غرق ہو چکے ہیں، روحانیت کے بصیرت نواز انوار سے قطعاً نا آشنا اور مطلقاً بے خبر ہیں، وہ مادیات محسوسہ کو تو حواس کے ذریعے سے معلوم کر لیتے ہیں اور شب و روز اسی کی الٹ پھیر میں غطبان و بیچاں رہتے ہیں لیکن ان کی مردہ بصیرت روحانیت کی روشنی کے ادراک سے محروم ہے۔ اسی وجہ سے بہت سی حقیقتوں کے انکشاف تک ان کو رسائی میسر نہیں ہوتی، جب اُرمَہ کے خواص و تاثیرات محسوسات میں بھی روزانہ مشاہدہ کئے جاتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک عاقل اعمال و عبادات اور ان کے فضائل و برکات میں زمانی خصوصیتوں کے تصور سے بھی گھبرا اُٹھے اور اس کو حیرت و استعجاب دامن گیر ہو جائے اور یہاں تک نوبت پہنچے کہ خواص اُرمَہ جیسے بے شمار مرتبے تجربہ میں آئے ہوئے امور کے انکار کا مرتکب ہو جائے، جس عہد میں انسانی قابلیتوں کی یہ حالت ہو، اس کو ”عہد ترقی“ سمجھنا ایسی ہی غلطی ہے جیسی ایک سونے والا خواب میں اپنے آپ کو بیدار سمجھنے میں کرتا ہے۔

لاف دانش گر زندہ پوستہ ناداں و مست خفتہ دائم خواہش را بیدار می چند خواب

چونکہ عاقل متیقظ اُرمَہ اوقات کی تاثیرات و خصوصیات کو بدیہی و یقینی طور پر جانتا ہے اس لئے اس کو یہ سن کر کوئی تردد نہیں ہوتا کہ رمضان شریف کے مبارک ایام و لیالی میں خیرات و حسنات طاعات و عبادات کو دوسرے ایام کی بہ نسبت بہت زیادہ شرف و برکت ملی ہے اور اجر و ثواب افزوں تر ہوتا ہے، جس طرح موسم بہار میں قدرت کی فیاضی نباتات پر خصوصیت کے ساتھ اظہار کرم فرماتی ہے اور خزاں میں تمام راہیں مسدود کر کے چمنستانوں کو ان ایام میں دغدغہ ویرانی سے مامون کر دیتی ہے، اسی طرح رمضان مبارک میں اعمال صالحہ و افعال حسنہ اور اہل خیر و اصلاح کو مزید قرب و ثواب و رحمت و برکت اور فضل و شرف کے ساتھ سرفراز فرماتی ہے اور غارنگران اعمال و شیاطین مفسدہ پر واز کو مقید کر کے خطرہ ہلاکت و بربادی سے اسل و عافیت بخشی ہے۔

بخاری و مسلم میں اس روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور اقدس علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

”اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فَتُحْتَفِلُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ



جَهَنَّمَ وَ سُلِّسِلَتْ الشَّيَاطِينُ“ (۲)

یعنی، جب رمضان مبارک آتا ہے جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، شیاطین کو مقید کر دیا جاتا ہے۔

اس مضمون میں بہت احادیث وارد ہیں، بعض روایات میں ”فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَوَاتِ“ بعض میں ”أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ“ اور ترمذی کی ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں: ”فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَ يُنَادِي مُنَادٍ: يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ اقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ“۔ (۳) ترجمہ: ”پھر ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور پکارنے والا پکارتا ہے: اے نیکی کے طلبگار! متوجہ ہو اور اے بدی کے طالب! کمی کرے اور باز رہ“۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کہ رمضان مبارک میں رحمت و کرم کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور طلبگار ان کرم کے لئے کوئی در بند نہیں ہوتا۔ جستجو پسگانِ خیر و ثواب کو صدائے عام دی جاتی ہیں اور منادی غیب ندائیں کرتا ہے کہ امید و رانِ ثواب آئیں اور گناہ گار گناہ سے باز رہیں، جیسے موسمِ ربیع میں سبزہ زاروں کو آب و ہوائے موافق ملتی ہے اور سموم و بادِ مخالف کے زہریلے اثر اور تباہ کاریوں سے ان کو محفوظ رکھا جاتا ہے، ایسے ہی رمضان مبارک میں خدا شناسوں اور دینداروں کے لئے رحمت و کرم کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان کو برباد کرنے والے دشمن (شیاطین) کو قید کر دیا جاتا ہے، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جس طرح موسمِ ربیع میں سبزہ کو بہت زیادہ سرسبزی و شادابی اور روز افزوں نشو و نما دی جاتی ہے، اسی طرح رمضان مبارک میں مومنین کے طاعات و حسنات اور اجر و ثواب میں بے اندازہ زیادتیاں کی جاتی ہیں۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا:

”كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ

۲۔ مشکاة المصابیح، کتاب الصوم، الفصل الاول (رقم: ۱/۱۹۵۶) بحوالہ ”صحیح البخاری“ (رقم: ۱۸۹۹) و ”صحیح مسلم“ (رقم: ۱۰۷۹/۲)

۳۔ مشکاة المصابیح، کتاب الصوم، الفصل الثانی (رقم: ۵/۱۹۶۰) بحوالہ ”سنن الترمذی“ (رقم: ۶۸۲) و ”سنن ابن ماجہ“ (رقم: ۱۶۳۲)

مِائَةِ ضِعْفٍ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ،  
يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجَلِي“ (۴)

یعنی بنی آدم کے اعمال براہ کرم و بندہ نوازی بڑھائے جاتے ہیں، ایک نیکی  
دوچند سے ہفت صد چند (سات سو گنا) تک سوائے روزے کے کہ پروردگار  
عالم فرماتا ہے کہ روزہ کا اجر و ثواب بے اندازہ و بے حساب ہے کیونکہ وہ  
خاص میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزاء عطا فرماؤں گا، بندہ میرے  
لئے اپنی خواہشات و خوراک کو ترک کرتا ہے۔

حضور پر نور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ، فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَ فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ“ (۵)  
یعنی، روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں، ایک فرحت وقت افطار کہ وہ فطری  
الہی ادائے فرض سے عہد براہوا اور نفس اور اس کی خواہشات طاعت الہی  
میں مغل نہ ہو سکے، دوسری اپنے پروردگار کی ملاقات کے وقت جب وہ جزاء و  
ثواب سے نوازا جائے گا۔

اس میں ایک اشارہ ہے بشارت سے لبریز اور ایک مودہ ہے طرب انگیز کہ روزہ دار محبوب  
حقیقی کے دیدار سے بہرہ ور ہوگا، فرح و سرور کی جان اس وعدہ پر قربان کہ وہ محبوب فرمائے۔ دوسری  
فرحت کا مزہ میری ملاقات کے وقت معلوم ہوگا۔ پہلی فرحت تو رضائے رحمن ہے دوسری لقاء جمیل  
منان۔ سالک کو ہر تہ منازل طے کرائے جاتے ہیں، غیبت سے شہود کی طرف ترقی دی جاتی ہے،  
اول مقام رضا ہے اور دوسرا اتقا، والحمد لله على ما أنعم علينا من سوائغ نعيمه و سوائغ  
كريمه له الحمد و له المنّة و هو ذو الفضل العظيم

پھر ملاقات کی بھی یہ شان نہیں کہ عید ارمی نمائی و پرہیزی کنی  
ایک جھلک دکھا دی اور شرم پادیا، نیم نکل بنایا اور تپتا چھوڑ دیا، یہ بھی نہیں کہ سامنا ہوا اور نظر

۴۔ مشکاة المصابیح، کتاب الصوم، الفصل الاول (رقم: ۱۹۵۹/۴) بحوالہ ”صحیح البخاری“

(رقم: ۱۹۰۴) و ”صحیح مسلم“ (رقم: ۱۱۵۱/۱۶۳)

۵۔ یہ الفاظ سارہ صفحہ میں مذکور حدیث کے الفاظ ہیں۔

اختیار سے دیکھ کر شرمایا، دربار میں بار تو دیا مگر التفات نہ کیا، ملاقات اس کرم و بندہ نوازی کے ساتھ کہ طلب گار کی دلجوئی بھی ہے وہ اپنے حال سے شرمناہ جائے، ارشاد فرماتے ہیں:

”لَخَلُوفٌ فِيمَ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ“ (۶)

یعنی، روزہ دار کے منہ کی بوالہندہ کو مشک سے زیادہ پیاری ہے۔

اس عاشق پروری کے صدمے لے، بندہ نوازی کے قربان، رمضان شریف کیسی کیسی نعمتیں، کیسی کیسی دولتیں رکھتا ہے، کیسے اعلیٰ منازل قرب و وصال کے مژدے دیتا ہے۔

اس ماہ مبارک کی شان سرور عالی شان ﷺ نے سیر منبر بیان فرمائی اور ماہ مبارک، ماہ عظیم، ماہ صبر، ماہ مواساة کا لقب دیا، اور فرمایا: یہ وہ مبارک مہینہ ہے کہ اس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ اس مہینہ میں روزہ دار کو افطار کرنا گناہوں کی مغفرت اور روزخ کے عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے اور اس سے روزہ کا ثواب ملتا ہے۔ اس مہینہ کے لئے سال بھر جہنمیں آراستہ کی جاتی ہیں۔

یہ خیر و برکت والا مہینہ ہمارا مہمان ہے یا میزبان، جب ہم اس کی نعمتوں، دولتوں اور اس کے سروسامان، عطایا، مواہب پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑا مہمان نواز کریم میزبان ہے جو بے مثال کرم و نوال کے ساتھ ہماری مہمان داری فرماتا ہے اور جب ہم اس تک پہنچتے ہیں، ہمیں برکات و حسنات سے مالا مال کر دیتا ہے۔ اس کی نعمتوں کا سرمایہ اتنا وسیع ہے کہ ہم ان سب کو حاصل کرنے سے بھی قاصر رہ جاتے ہیں اور جس وقت ہم اپنے انتظار کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارا عزیز و پیارا مہمان ہے، جس کے آنے کے دن ہم نے رگن، رگن کر گزارے ہیں اور سال بھر کی تمنائوں کے بعد اس کو پایا ہے، اب یہ فیصلہ کس طرح کیا جائے کہ وہ میزبان ہے یا مہمان اور ہم ایام و شہور کی منزلیں قطع کر کے اس تک پہنچتے ہیں اور بچپن و جوانی کی راہوں سے گزر کر اس کی ملاقات سے شرف ہوتے ہیں یا وہ ایک عرصہ معبود کے بعد ہم پر [مہربانی آئی] کرتا ہے۔

عجب حیرت ہے یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ ہم جانتے ہیں یا وہ آتے ہیں۔ اب ہادی عالم رہنمائے اعظم ﷺ کے دربار سے دریافت کیجئے تب عقدہ حل ہو کہ کون مہمان ہے کون میزبان؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”أَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرُ مَبَارَكٍ“ (۷) تمہارے پاس ماہ مبارک

۶۔ یہ الفاظ بھی سابقہ صفحہ میں مذکور حدیث کے الفاظ ہیں۔ ۷۔ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصوم

الفصل الثالث (برقم: ۱۹۶۲) بحوالہ ”مسند أحمد“ (برقم: ۳۳۰/۲) و ”سنن النسائی“ (برقم: ۲۱۰۶)



رمضان تشریف لایا، ”إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَصَرَ كُمْ“ (۸) بے شک یہ ماہ مبارک تم پر رونق افروز ہوا۔ احادیث کریمہ نے یہ فیصلہ فرما دیا کہ مہمان مکرم رمضان ہے اور ہم میزبان۔ اگر برکات و سعادات حاصل کرنے کے لئے ہمیں سال بھر سفر کی محنتیں اٹھانا پڑیں اور قطع منازل و مراحل کی مشقتوں کے بعد ہم اس کے در دولت تک پہنچتے پھر ہمیں وہ نوازنا جب بھی اس کا کرم تھا مگر اس کرم بے غایت کی کیا نہایت کہ ہمیں خود ہمارے مطلب کے لئے بھی تکلیف سفر نہ دی اور دینی و دنیوی نعمتوں کے ذخائر عظیمہ لے کر اس مہمان، میزبان نواز نے کر مفرمایا۔

اب ہمیں ایسے عزیز مہمان کی کس خلوص سے میزبانی کرنی چاہئے اور کتنی بڑی نالائق ہوگی اگر اس مہمان کی قدر و منزلت، خاطر مدارت میں کمی ہوئی۔ کیسی بد نصیبی ہوگی اگر وہ سراپا کرم مہمان ہماری ناقدری سے ناخوش و ناراض واپس ہوا اور ہم اس کی کریمانہ عطا پاشیوں سے سرمایہ سعادت حاصل نہ کر سکے، وہ برکات تقسیم فرماتا رہے اور ہم ابو و لعب میں مصروف رہے، اس کی طرف متوجہ ہی نہ ہوئے۔ وہ بلاتا رہا مگر ہم نے اس کی طرف رُخ نہ کیا، خدا نہ کرے کہ ایسا ہو ہمیں اس کی مہمانداری کے لئے اتم خلوص کے ساتھ تیار ہونا چاہئے اور اس کے مبارک وقت کا ایک ایک لمحہ اس کی خدمت میں صرف کر دینا چاہئے۔

## مہمان محترم کا استقبال:

میزبان کے فرائض مہمانداری میں سب سے پہلا فرض صاحب احترام مہمان کا استقبال اور جب شاندار استقبال کیا جائے گا، اس سے میزبان کی لیاقت ادب شناسی، شناسائی اور حسن نیت و اخلاص کا اظہار ہوگا۔ محبوب کی آمد مشتاقان دیدار کے دلوں میں پہلے ہی تمنائیں پیدا کر دیتی ہے اور جذبات کی آرزو استقبال کو جیسا شاندار بنا دیتے ہیں، دوسرے اسباب سے وہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ رمضان مبارک کے جلوؤں کی تمنائیں اہل ایمان کے دلوں میں تمام سال پیدا رہتی ہے اور جتنا زمانہ قریب آتا جاتا ہے تمنا کے سنبل کی زنجیریں بڑھتی جاتی ہیں۔ رجب مہربان سے تو انتظار کرنے والے ہر سال کی تحقیر کرتے ہیں تاکہ محبوب رمضان کے نزول کے وقت میں کسی قسم کا اشتباہ پیدا نہ ہو، شعبان کا پورا مہینہ انتظار میں گزارتا ہے۔ رمضان شریف کی یاد میں ایک ایک دن گن



کرکنا جاتا ہے، اُمیسویں تاریخ ویداروں کے ولولوں کی انتہائی ترقی کا دن ہوتا ہے، جماعتیں کی جماعتیں غروب آفتاب سے پہلی ہی ورود رمضان کی بٹارت لانے والے ہلال کی طلب میں شہروں سے نکل کر جنگلوں اور بلند مقاموں میں منتظر کھڑے رہتے ہیں اور جہاں آفتاب غروب ہوا اور ہلال رمضان کی آمد کے دلچسپ وار ہوئی دھوم مچ گئی، انگلیاں اٹھنے لگیں جسے نظر آتا گیا وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور شکر و دعا میں رطب اللسان ہوا۔ زمانہ اقدس سے آج تک ماہ رمضان کا اس شان سے استقبال کیا جاتا ہے، ابو داؤد کی حدیث میں ہے:

عن ابن عمر قال: تَرَاءَى النَّاسُ الْهَلَالَ فَأُخْبِرَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنِّي رَأَيْتُهُ فَصَامَ أَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهِ (۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے چاند دیکھا، میں نے حضور انور ﷺ کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے، حضور نے روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ کا حکم فرمایا۔

اُمیسویں شعبان کی جستجو واجب ہے، اگر نظر آئے تو رمضان شروع ہو گیا اور اُم و عبا رہو تو شعبان کے تیس دن پورے کئے جائیں، جنتریوں اور نجومیوں کی خبر کا کچھ اعتبار نہیں۔ چاند دیکھتے وقت (انگلی سے) اشارہ کرنا مکروہ ہے اگر آسمان صاف نہ ہو مطلع پر اُم و عبا رہو تو ایک ہی شخص عاقل، بالغ، مسلم، عادل کی شہادت معتبر ہے کیونکہ محبوب کی آمد کا مژدہ لانے والے کو محبت نظر اعتبار سے دیکھا کرتا ہے جب تک کہ اس سے ساتھ کذب کے علامات نہ ہوں، اس لئے ایک ہی شخص کی خبر بشرطیکہ عادل ہو ہلال رمضان کے لئے معتبر ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، ایک ہی شخص کی یہ شہادت بھی معتبر ہے کہ اس کے سامنے فلاں شخص نے رقبہ ہلال رمضان کی شہادت دی ہے۔ اس شہادت میں لفظ شہادت و دعویٰ و حکم و حاکم کچھ شرط نہیں، سننے والے پر روزہ لازم ہو جاتا ہے، چاند دیکھنے والے سے اس کی بیعت و شان کے متعلق سوال کرنا بالکل غیر ضروری ہیں، جو شخص چاند دیکھے خواہ مرد ہو یا عورت ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اسی شب میں شہادت دے۔

گاؤں میں اگر کوئی شخص تنہا چاند دیکھے تو اسے اپنے موضع کی مسجد میں شہادت دینا چاہئے اور

۹۔ مشکاة المصابیح، کتاب الصوم، باب رؤية الهلال، الفصل الثاني (برقم: ۱۱/۱۹۷۹) بحوالہ ”منن

أبی داؤد“ (برقم: ۲۳۳۲) و ”منن الدارمی“ (برقم: ۱۶۹۱)

لوگوں کو اس پر اعتبار کر کے روزہ رکھنا چاہئے بشرطیکہ وہ شخص عادل ہو۔ اگر کسی شخص نے رمضان کا چاند دیکھا اور اس کی شہادت کو قبول نہ کیا تو اس پر خود لازم ہے اور اگر وہ افطار کرے گا تو اس پر قضاء لازم آئے گی، پھر اگر عید کے چاند کے وقت بھی اُمر رہا اور انتیس کو چاند نظر نہ آیا مگر اس شخص کے روزے میں پورے ہو چکے جس کی شہادت مقبول نہ کی گئی تو بھی یہ افطار نہ کرے، امام کا اتباع اس پر لازم ہے۔

یہ تمام احکام اس صورت میں ہیں جب کہ مطلع صاف نہ ہو اُمر وغبار ہو اور اگر یہ کچھ نہیں ہے، مطلع صاف ہے تو ایسی حالت میں ثبوت ہلال کے لئے ایسی جماعت کثیرہ کی شہادت درکار ہے جس کی خبر پر اطمینان ہو، عید کا چاند بھی انتیس رمضان کو تلاش کیا جائے، اگر کوئی شخص تنہا چاند دیکھ لے وہ افطار نہ کرے اور اگر اس نے روزہ نہ رکھا تو قضاء لازم آئے گی، جس شخص نے عید کا چاند دیکھ کر شہادت دی اور اس کی شہادت قبول نہ کی گئی تو اس پر بھی روزہ لازم ہے، نہ رکھے گا قضاء لازم ہوگی اور اگر امام یا قاضی تنہا عید کا چاند دیکھے تو لوگوں کو عید گاہ جانے کا حکم نہ دے، نہ افطار کرے۔ اگر آسمان صاف ہو تو عید کے چاند میں، مثل رمضان کے جماعت کثیرہ کی شہادت معتبر ہے اور اگر آسمان پر اُمر وغبار ہو تو ہلال عید کے لئے دو مردوں یا ایک مرد یا دو عورتوں کی شہادت درکار ہے اور اس شہادت کا مشاہد کا خیر ہونا اور لفظ شہادت کے ساتھ گواہی دینا ضروری ہے اور جب دو مرد عید کے چاند کی ایسے موضع میں خبر دیں جو شہر نہیں ہے اور اس میں کوئی والی اور قاضی بھی نہیں ہے تو اگر آسمان پر اُمر ہو تو لوگوں کو افطار کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ خبر دینے والے عادل یعنی غیر فاسق ہوں، اگر رمضان کا روزہ ایک شہادت پر رکھا اور تیس دن پورے ہونے کے بعد بھی عید کا چاند اُمر ہونے کی وجہ سے نظر نہ آیا تو افطار کریں اور اگر آسمان صاف تھا تو امام محمد رحمہ اللہ کی روایت یہی ہے کہ افطار کریں اور ”غایۃ البیان“ میں اسی قول کو ”صحیح“ بتایا ہے۔

اگر انتیس رمضان کو چند آدمی گواہی دیں کہ انہوں نے رمضان کا چاند شہر والوں سے ایک روز پہلے دیکھا ہے تو اگر وہ اسی شہر کے رہنے والے ہیں تو ان کی شہادت قبول نہ کی جائے کیونکہ ان پر چاند دیکھتے ہی شہادت دینا واجب تھا اس کے ترک کا ان پر الزام ہے اور وہ اگر کہیں دور دراز مقام سے آئے ہیں تو ان کی شہادت جائز ہے، اختلاف مطالع معتبر نہیں، اگر اہل مغرب رمضان کا چاند دیکھیں تو مشرق والوں پر شہادت پا کر روزہ واجب ہو جاتا ہے اور اگر ایک جماعت نے آکر یہ

شہادت دی کہ فلاں شہر کے لوگوں نے تم سے ایک روز قبل رمضان کا چاند دیکھا اور روزے رکھے، ان کے حساب سے آج رمضان کی تیس تاریخ ہے، اس حالت میں اگر یہاں چاند نہ دیکھا جائے تو دوسرے دن عید کرنا جائز نہیں، نہ اس شب کی تراویح ترک کی جائے گی کیونکہ انہوں نے خود چاند دیکھنے کی شہادت نہیں دی اور نہ دوسروں کی شہادت کی شہادت بلکہ دوسروں کی روایت کی حکایت کی ہے، البتہ اگر وہ یہ شہادت دیں کہ فلاں شہر کے قاضی کے پاس دو شخصوں نے فلاں شب میں رقتہ رقتہ ہلال کی شہادت دی اور قاضی نے ان دونوں کی شہادت پر حکم جاری کر دیا تو جائز ہوگا کہ اس شہر کا قاضی ان کی شہادت پر حکم کر دے۔

### یوم شک کا روزہ:

اگر شعبان کی ۲۹ تاریخ کو آمد رہا اور اس پہلے سے چاند نہ دیکھا گیا، شبہ رہا کہ چاند ہوا یا نہیں، اس حالت میں بایں نیت روزہ رکھنا کہ اگر کل رمضان ہے تو روزہ رمضان کا ورنہ نفل کا، یہ مکروہ ہے، ابو داؤد، ترمذی، نسائی وابن ماجہ وغیرہ میں بروایت حضرت عمار بن یاس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

مَنْ صَامَ يَوْمَ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ رضی اللہ عنہ (۱۰)

یعنی، جس شخص نے یوم شک کا روزہ رکھا اس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

البتہ جو شخص ہر مہینہ کی آخری تاریخوں میں یا ماہ شعبان کی آخری تاریخوں میں روزے رکھنے کا عادی ہو وہ بہ نیت نفل روزہ رکھے اور ایسے ہی وہ لوگ جو خالص نیت نفل پر قاور ہوں اور ان کے دل میں رمضان کا خطرہ بھی نہ گزرے، ان کے لئے بھی اس دن نفل روزہ جائز ہے، پھر اگر یہ ثابت ہو جائے گا کہ چاند ہو گیا تھا تو یہ روزہ رمضان ہی کا ہو جائے گا۔ یوم شک کا حکم یہ ہے کہ اس روز صبح سے دوپہر تک لوگ کچھ کھائیں، پیئیں نہیں، انتظار کریں کہ کہیں سے چاند کی خبر آجائے تو روزہ کی نیت کر لیں ورنہ بعد زوال کھائیں پیئیں۔

یہ رمضان کا استقبال ہوا اور چاند نظر آنے کے بعد ماہِ محرم مہمان تشریف فرما ہو جائے تو اس کا اکرام یہ ہے کہ ہم دن میں روزہ دار رہیں اور رات کو تراویح اور قرآن پاک کے سننے میں مشغول

۱۰۔ مشکاة المصابیح، کتاب الصوم، باب رؤية الهلال، الفصل الثاني (برقم: ۹/۱۹۷۷) بحوالہ "سنن أبی داؤد" (برقم: ۲۳۳۳) و "سنن الترمذی" (برقم: ۲۸۶) و "سنن النسائی" (برقم: ۲۱۸۸) و "سنن ابن ماجہ" (برقم: ۱۶۳۵) و "سنن الدارمی" (برقم: ۱۶۸۲)



عبادت اور اس کے اکثر ایام بالخصوص عشرہ آخر میں اعتکاف کریں۔

## روزہ:

روزہ سے مراد یہ ہے کہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک جو اس کا اہل ہو، کھانا پینا اور جماع ترک کر دے۔ احادیث میں روزہ کی بہت فضیلتیں وارد ہیں، حضور نے فرمایا:

”الصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ“ (۱۱)

یعنی، روزہ نصف صبر ہے۔

کہ صبر کے لئے اگر کوئی اندازہ مقرر کیا جائے تو اس میں نصف مرتبہ رکھے گا اور قرآن پاک میں وارد ہوا:

﴿إِنَّمَا يُوفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (۱۲)

کہ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر مرحمت فرمایا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ روزہ دار جو صبر کا خطا وافر رکھتا ہے اور صابریں میں ممتاز مرتبہ اس کو حاصل ہے، اس کا اجر و ثواب تقدیر و حساب سے فزوں تر ہے، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ روزہ داروں کے لئے جنت میں ایک خاص دروازہ مقرر ہے جس کا نام ہے ”ریان“، اس دروازہ سے سوائے روزہ داروں کے کوئی دوسرا داخل نہیں ہوگا، حضور ﷺ نے فرمایا:

”لِكُلِّ شَيْءٍ بَابٌ وَبَابُ الْعِبَادَةِ الصَّوْمُ“

ہر چیز کا ایک دروازہ ہے اور عبادت کا دروازہ روزہ۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے:

”نَوْمُ الصَّائِمِ عِبَادَةٌ“

روزہ دار کی نیند بھی عبادت ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ”اللہ رب العزت بابرک وتعالیٰ اپنے ملائکہ سے فرمائے گا: اے میرے ملائکہ! میرے بندوں کو اللہ واس نے میرے لئے اپنی خواہشوں اور لذتوں اور خور و نوش کو ترک کیا۔“

۱۱۔ سنن ابن ماجہ، ابواب ما جاء فی الصیام، باب فی الصوم زکاة الجسد (برقم: ۱۷۴۵)

۱۲۔ سورۃ الزمر: ۳۹/۱۰



عبادتیں سب اللہ ہی کے لئے ہیں لیکن حضرت حق تبارک و تعالیٰ کا روزہ کو اپنی ذات کریم کی طرف نسبت فرمانا اس کی تشریف و عظمت کے لئے ہے، روزہ ایک مخفی اور پوشیدہ عبادت ہے جس کو سر اُڑ جانے والا جانتا ہے اور دوسری طاعات کی طرح روزہ میں کچھ افعال ظاہرہ ایسے نہیں ہیں جو خلق کی نظر کے سامنے ہوں جیسے نماز کے افعال ہر شخص دیکھتا ہے اور دیکھ کر جانتا ہے کہ یہ بندہ طاعات الہی میں مشغول ہے، اسی طرح حج، ایسے ہی زکوٰۃ خواہ چھپا کر دی جائے مگر جس کو دی جائے گی وہ تو واقف ہوگا لیکن روزۃ عملِ باطن ہے، صبر مجرد ہے اور ایک راز کی عبادت ہے، ریا اور دکھاوٹ کا موقع اس میں نہیں ہے، علاوہ بریں روزے میں نفس و شیطان کی سرکوبی ہے کیونکہ شیطان کا وسیلہ اور اس کے بہکانے کا آگے شہوات ہیں اور وہ کھانے پینے سے قوت پاتی ہیں، اس لئے حدیث شریف میں حضور کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَجْرِي مِنْ أَثَرِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ فَضَيِّقُوا  
مَجَارِيَهُ بِالْجُوعِ“

شیطان آدمی میں خون کی گزرگا ہوں میں نفوذ کرتا ہے تم اس کے رستوں کو  
بھوک سے بند کر دو۔

معلوم ہوا کہ بھوک سے جو کسر شہوات ہوتا ہے اس سے شیطان کے آلات شیطنت کند اور  
ناکارہ ہو جاتے ہیں، ایک اور حدیث شریف میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے کس پاکیزہ  
انداز سے اس مضمون کا ادا فرمایا ہے، ارواحنا فدائے فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ”دَاوِمِي قُرْعَ بَابِ الْجَنَّةِ“،  
قَالَتْ: بِمَاذَا؟ قَالَ ﷺ: ”بِالْجُوعِ“

حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تم ہمیشہ جنت کا دروازہ  
کھٹکھٹاتی رہو، عرض کیا کس چیز سے یا رسول اللہ ﷺ فرمایا بھوک سے۔

سبحان اللہ! یہ بھوک اور پیاس اور ترک لذائذ، اصلاح نفس و جبر شیطان کے لئے کیسا عجیب  
نسخہ اور کیسا بہترین علاج ہے، نفس مادیت کے لوازم سے انقطاع کر کے تجرد کی طرف مائل ہوتا ہے  
اور مستعد ہوتا ہے کہ ربانی انوار اس میں متجلی ہوں اور کدوراتِ مادیہ سے فطرتِ انسانیہ کا آئینہ بجلی و

مصطفیٰ ہو کر جمالِ حق کی تجلی گاہ بنے، اس کے علاوہ بیابانِ مسلسل، غیر منقطع نعمتوں کی بارش جو ربُّ العزت تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہوتی رہی ہے اور ہر آن میں بے شمار نعمتیں بندے کو پہنچتی ہیں اور وہ غفلتِ مخمورانہ زندگی بسر کرتا ہے اور جب دنیا میں مصروف رہ کر متعمم حقیقی اور اس کے نعمتوں کو فراموش کر دیتا ہے اور قدِ نعمت نہ معلوم ہو کر ادائے شکر کی فضیلت و برکت سے محروم رہتا ہے اور اوجِ سعادت تک نہیں پہنچ سکتا۔ روزے میں حوائج اور مرغوباتِ نفس کو روک کر بندے کو نعمتوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور ہر ایک طلب کے ساتھ جو اس کے مالوفات کے ساتھ اس کے باطن میں پیدا ہوتی ہے اس کو اپنے رب کی نعمت اور اس کی قدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے، غفلت و بے خبری کا نشہ اُترتا ہے اور وہ ہوش میں آ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتوں کا اعتراف کرتا ہے اور ادائے شکر کے فرض کو محسوس کر کے اپنے قلوب کو اس نعمت دینے والے پروردگار کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

## مراتبِ صوم:

روزے کے تین درجے ہیں:

(۱) عوام کا روزہ، (۲) خواص کا روزہ، (۳) خواص النحواص کا روزہ

عوام کا روزہ وہی ہے جس کا ذکر ہو چکا اور تفصیل گزر چکی کہ اس میں خواہشاتِ اُکل و شرب و جماع کو ترک کر کے نفس کو اس کے مشہیات سے روکا جاتا ہے اور منزلِ صبر و رضا طے کرائی جاتی ہے، بار بار خواہشات میں انگلیں اٹھتی ہیں لیکن اُن کو عہدیت و استسلام (فرمانبرداری) کے چھینٹوں سے ٹھنڈا کر دیا جاتا ہے، اُکل و شرب وغیرہ کے تمام سامان اور ضروریات سامنے موجود ہوتے ہیں اور ان پر دسترس کامل حاصل ہوتا ہے، نفس میں اُن کی طلب اور خواہش بھی ہوتی ہے لیکن اس کو رضائے حق کے لئے اپنے تمام مالوفات ٹھکرا دینے کا عادی بنایا جاتا ہے۔

خواص کا روزہ اس سے بالاتر ہے، ان کا ایک ایک عضو صائم ہوتا ہے، کان لغوا اور ممنوع بات سننے سے اب اس میں فحور کی باتیں یا محوِ شے قص یا غیرہ یا ممنوع راگ، لہو و لعب کی باتیں، پرہیزگار صائم اپنے کان کو ان کے سننے سے بچاتا ہے اور ذکرِ الہی، تلاوتِ قرآن، کلماتِ خیر، وعظ و نصائحِ مسلمانوں کی بہبود اور مستحب باتوں کے سننے میں اپنی قوتِ سامعہ کو کام میں لاتا ہے اور بے ضرورت مباح گفتگو سے بھی بچتا ہے۔ ”حدیث بخاری“ میں اسی کی طرف اشارہ ہے جہاں فرمایا:

”مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ“ (۱۳)

جس نے لغو و باطل بات اور بے ہودہ عمل کو ترک نہ کیا، اللہ تعالیٰ کو اس کا خورو و نوش چھوڑنا درکار نہیں۔

ایک اور حدیث دارمی میں مروی ہے جس میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

”كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الظُّمَاءُ“ (۱۴)

کتنے روزہ داروں کو اپنے روزہ سے بھوک پیاس حاصل ہوتی ہے۔

یہ ان لوگوں کے حق میں ہے جو کھانا پینا تو ترک کر دیتے ہیں مگر ہر ایک بات میں اپنے نفس کا احتساب نہیں کرتے۔ خواص کا روزہ کامل احتساب کے ساتھ ہوتا ہے، آنکھ کو وہ اُن چیزوں کے دیکھنے سے مصروف کرنا چاہتے ہیں جن کا دیکھنا ثواب ہے۔ زبان کو وہ اس کلام کے تنگم میں رکھتے ہیں جس کا تنگم عبادت یا مستحب ہو۔ اسی طرح ہاتھ پاؤں اور اپنے تمام اعضاء و جوارح کو گناہ اور بے فائدہ کاموں سے روکتے اور بچاتے ہیں اور ان سب کو طاعات و رضائے الہی میں مشغول و مصروف رکھتے ہیں اور بسا اوقات اس مقصد کی تکمیل کے لئے وہ ایک گوشہ مسجد میں معتکف ہو جاتے ہیں اور اُمور دینیہ سے اشتغال کر کے متوجہ بحق ہوتے ہیں، روزے کی حکمت جاننے والے یہ سمجھتے ہیں کہ روزہ میں صرف حرام چیزوں ہی سے نہیں روکا ہے، حرام تو بے روزہ کو بھی ممنوع ہیں، ان میں ملوث و مبتلا ہونا تو ہمیشہ ہی ناجائز ہے، روزہ میں خصوصیت کے ساتھ ان ہی چیزوں سے روکا ہے جو فی نفسہا مباح ہیں، کسبِ حلال سے حاصل کیا ہوا حلال و طیب کھانا، پاک پانی، منکوہ بی بی یہ سب حلال چیزیں تھیں، انہیں سے روزہ میں روکا گیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال چیزیں بھی جن کا استکثار انسان کے لئے حُب دنیا اور غفلت عن اللہ کا باعث ہو، گم کردی جائیں۔ اس لئے خواص اپنے روزہ میں ایسے مباحات کو ترک کر دیتے ہیں جن پر ثواب نہیں ملتا اور جو بے فائدہ ہوں یا ان کا فائدہ

۱۳۔ مشکاة المصابیح، کتاب الصوم، باب تنزیہ الصوم (برقم: ۱۶/۱۹۹۹) بحوالہ ”صحیح البخاری“ (برقم: ۱۹۰۳)

۱۴۔ مشکاة المصابیح، کتاب الصوم، باب تنزیہ الصوم، الفصل الثانی (برقم: ۱۶/۲۰۱۳) بحوالہ ”سنن الدارمی“ (برقم: ۲۷۲۰)



خالص دنیوی ہو، یہ حضرات جنہیں شریعت میں ”صالحین“ کہتے ہیں وقتِ افطارِ قلیلِ خوراک پر اکتفا فرماتے ہیں اور خوب سیر ہو کر کھانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اسی طرح انواعِ طعام میں بھی توسُّع سے بچتے ہیں اور لحاظ رکھتے ہیں کہ روزہ کا مقصد کسر ہوا و تقویٰ بہ تقویٰ ہے، اسی طرح یہ حضرات کثرتِ نوم یعنی زیادہ سونے سے بھی بچتے ہیں یعنی نفس کو بھوک پیاس کا احساس ہو اور وہ قوتوں کے ضعیف و انکسار کا شعور کرے اور قلب کی صفائی پیدا ہو، ہر روز ضعیف قویٰ ایک انداز سے ترقی کرتا رہے اور وسائلِ شیطان مضحک ہو جائیں۔ ربانی انوارِ تقویٰ ہوں اور شیطان حریمِ قلب کے پاس نہ پھٹک سکے۔

حضرتِ احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نہایت کبیر السنّ شیخ تھے اور کبیر سن میں ضعیف لازم ہے، آپ سے عرض کیا گیا کہ عمر شریف بہت زیادہ ہے، قویٰ کمزور ہو چکے ہیں، روزوں سے آپ کو بہت ضعیف ہو جائے گا، فرمایا: میں ایک طویل سفر کی تیاری کر رہا ہوں، اللہ کی طاعات پر صبر آسان ہے۔

اس کے عذاب پر صبر کرنے سے یہ حضرات روزہ کی قدرومنزلت جانتے ہیں اور ان کی نظر میں روزہ کا ثمرہ اور فائدہ یہ ہے کہ جسمانیّت اور اس کے لواحق کو ضعیف کر کے نفس کو ترکِ شہوات کا عادی بنایا جائے تاکہ انسان مرتبہٴ انسانیّت سے ترقی کر کے ملکیت سے قُرب حاصل کر سکے، انسان کا مرتبہٴ بہائم (چوپایوں) سے بدتر ہے، یہ کیوں اس لئے کہ وہ اپنے نورِ عقل سے کسرِ شہوت پر قادر ہے، اگر وہ شہوت میں مبتلا ہو جائے تو اس کی حالت یہاں تک ردی ہوتی ہے کہ اسفل السافلین میں گر جاتا ہے اور بہائم سے پستی میں جا ملتا ہے بلکہ ان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے، عوام ملائکہ کا مرتبہٴ عوام انسان سے بدتر ہے، جب انسان ترکِ شہوات و لذات کر کے روحانی ترقی کرتا ہے تو افقِ ملائکہ تک پہنچتا ہے اور مقربین میں داخل ہو جاتا ہے اور ان کے اخلاق اس کے نفس میں نمودار ہوتے ہیں، یہ صالحین کا روزہ کا ایک مختصر بیان تھا جس کو اس حدیث کی شرح میں سمجھنا چاہئے جو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمائی:

”إِنَّ الصَّوْمَ أَمَانَةٌ فَلْيَحْفَظْ أَحَدُكُمْ بِأَمَانَتِهِ“  
روزہ امانت ہے چاہئے کہ ہر شخص اپنی امانت کو محفوظ رکھے۔

یہ بھی روایت میں آیا کہ جب حضور نور ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ (۱۵)



اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں امانت والے کو ادا کرو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت مبارک تلاوت فرماتے ہوئے اپنے دست مبارک، اپنے گوش اقدس اور چشم مبارک پر رکھ کر فرمایا:

”السَّمْعُ أَمَانَةٌ وَالْبَصَرُ أَمَانَةٌ“

کان بھی امانت اور آنکھ بھی امانت۔

جو اپنے اعضاء اور جوارح کو خدا کی امانت سمجھے، وہ کیسے ان کو اس کی مرضی کے سوا دوسری چیز میں صرف کر سکے، اس لئے حدیث کریم میں حضور اقدس ﷺ نے حکم فرمایا:

”إِنْ أَمْرًا فَاتَّكَلْهُ أَوْ شَأْنًا فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ، إِنِّي صَائِمٌ“

اگر کوئی روزہ دار سے لڑے یا اس کو گالی دے تو روزہ دار کو چاہئے کہ اسے کہہ

دے کہ میں روزہ دار ہوں، میں روزہ دار ہوں۔

یعنی میرے اعضاء و جوارح اللہ کی امانت ہیں اور حالتِ روزہ میں ان کو اس کی اطاعت کے سوا کسی اور کام میں صرف نہ کروں گا تو مجھ سے جنگ کرنے یا جواب دینے کی توقع نہ رکھنا چاہئے۔

انخص الخواص کا روزہ ان حضرات کے روزہ میں اعضاء و جوارح کے کامل ترین روزہ کے ساتھ ساتھ قلب کا روزہ ہوتا ہے جو عزمِ دنیہ و افکارِ دنیویہ کے ترک اور اعراض عن مآربِ اللہ سے عبارت ہے، اس مقام میں خود اپنے نفس کی طرف بھی توجہ نہیں ہوتی اور صائم بہمہ بے ہمہ ہو کر حضرت ربُّ العزت تبارک و تعالیٰ کی جناب میں حاضر ہوتا ہے اور اس کا قلب اس کے لئے فارغ۔ اس مقام کی تفصیل لفظ و عبارت میں نہیں ہو سکتی اور یہ خاص مرتبہ انبیاء و صدیقین و مقربین کا

ہے۔ (السواذ الاعظم مراد آباد، ماہ رمضان المبارک، ۱۳۴۶ھ بمطابق ۱۹۶۷ء)

## رمضان المبارک

عجب بابرکت مہینہ ہے ہم مسلمانوں کے تمام اوقات، روز و شب عبادتِ الہی میں گزرتے ہیں، دن میں وہ اپنے رب کی یاد میں اپنی خواہشات کی قربانی کرتے ہیں اور بدنی حوائج و لذائذ کھانے پینے، مباشرت کرنے سے دست کش ہو جاتے ہیں، عاشقانِ الہی کے چہروں کی زردی،

لیوں کی خشکی کیسی پیاری اور بھلی معلوم ہوتی ہے۔ شکستِ رنگا مہتاب بامش  
چھوٹے بڑے مرد و عورت سب یادِ الہی میں اپنے حوائجِ بدنہ کو بھولے ہوئے ہیں اور ہمتِ  
بندے ہو کر اس کی عبادت میں مشغول ہیں۔ طلوعِ صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک بے آب و دانہ  
، بھوکے پیاسے رہ کر مغرب کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں، نماز سے فارغ ہو کر کچھ کھایا پیا کہ عشاء کی  
اذان شروع ہو گئی، پھر مسجد چلے آئے، عشاء کے فرض و سنت کے فارغ ہو کر تراویح شروع کر دی،  
امام نے قرآن پاک شروع کیا ہے، مقتدی دن بھر روزہ رکھ کر اپنے رب کا کلام ہاتھ باندھ کر سن  
رہے ہیں اور بخو یاد ہو رہے ہیں، دن میں صیام ہے اور رات کو قیام۔ عجب برکت والا دن ہے اور  
عجب نورانی رات۔ اسی وجہ سے حضور سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا:

”إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فَتُحْتُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَفِي رِوَايَةٍ: فَتُحْتُ  
أَبْوَابُ الْجَنَّةِ غُلِقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلِّسَتِ الشَّيَاطِينُ، وَفِي  
رِوَايَةٍ: فَتُحْتُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ“ (بخاری و مسلم) (۱۶)

جب رمضان داخل ہوتا ہے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں  
اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور  
جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین گرفتار کئے جاتے ہیں،  
اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

نحمدہ شین فرماتے ہیں کہ آسمانوں کے دروازے کھولنا رحمتِ مازل کرنے سے کنایہ ہے اور  
جنت کے دروازے کھولنا نیکوں کی توفیقِ عطا فرمانے سے، کیونکہ وہ دخولِ جنت کا سبب ہے اور جہنم  
کے دروازوں کا بند کرنا، روزہ داروں کو معاصی سے امن دینے سے کنایہ ہے، لیکن امام نووی نے فتح و  
غلق میں دونوں وجہیں جائز رکھی ہیں، مجازی بھی، حقیقی بھی۔

عن سهل بن سعد قال قال رسول الله ﷺ: ”فِي الْجَنَّةِ  
ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ، مِنْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرِّيَّانَ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا  
الصَّائِمُونَ“ (متفق عليه) (۱۷)

بخاری و مسلم میں سہل بن سعد سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا: جنت میں آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک کا نام ”باب الریان“ ہے، روزے داروں کے سوا کوئی اس سے داخل نہ ہوگا۔

مُحَمَّد ثَیْن نے اس بات کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ اس کی طرف کثرت سے نہریں جاری ہیں اور اس کے قریب پھل پھول، شکوے فے چمن، نگاہوں کی تازگی اور دلوں کو سُور بخشنے والے بکثرت ہیں، اس لئے اس کو ”ریان“ کہتے ہیں، یا وجہ یہ ہے کہ جو وہاں تک پہنچے گا اس سے روز قیامت تفتی زائل ہو جائے گی اور اس کو طراوت و نظافت دائمی ”دار المقامہ“ میں حاصل ہوگی۔ زرکشی نے کہا کہ ”ریان“ فعلان کے وزن پر ہے، اس کے معنی ہیں ”کثیر المری“ یعنی زیادہ سیرابی والا، چونکہ روزہ داری کی بھوک پیاس پر کثرت سیرابی کے ساتھ جزا دی جائے گی اس لئے یہ نام رکھا گیا۔

عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ”مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“ (متفق علیہ) (۱۸)

بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا حضور ﷺ نے، جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے ایمان و طلبِ ثواب کے لئے، اس کے تمام پچھلے گناہ (صغائر) بخشے گئے اور جس شخص نے ماہِ رمضان میں ایمان و طلبِ ثواب کے لئے قیام کیا (یعنی شب کے وقت عبادتوں میں مصروف رہا) اس کے تمام پچھلے گناہ بخشے گئے اور جس نے ایمان و طلبِ ثواب کے لئے شب قدر کو قیام کیا اس کے تمام پچھلے گناہ بخشے گئے۔

قال رسول اللہ ﷺ: ”كُلَّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَلِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ ضِعْفٍ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: لَكِنَّ الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَ أَنَا أَجْزَى بِهِ، يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَ طَعَامَهُ مِنْ



أَجَلِي، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَ فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ، وَ لَخُلُوفٌ فِيمَ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكِ وَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصُحَبْ، فَإِنْ سَابَتْهُ أَحَدًا أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي امْرُءٌ صَائِمٌ“ (۱۹)

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا ہر عمل مضاعف کیا جاتا ہے، نیکی دس گنے سے سات سو گنے تک، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لیکن روزہ بے شک وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، (بندہ) اپنی خواہش و خوراک کو میرے لئے چھوڑتا ہے (یعنی میری رضا جوئی اور طاعت و فرمان کے لئے)۔ روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں، ایک فرحت تو افطار کے وقت (کہ وہ فرض سے عہد براء ہوا) اور ایک فرحت اپنے رب سے ملاقات کے وقت (جب وہ اسے خود جزاء مرحمت فرمائے گا) اور روزہ دار کے منہ کی بوی اللہ کے نزدیک خوشبوئے مشک سے زیادہ پیاری اور پاکیزہ ہے اور روزہ سپر (ڈھال) ہے (کہ دنیا میں معاصی اور عقبیٰ میں دوزخ سے بچاتا ہے) جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن بے ہودہ بات نہ کہے، شور نہ کرے اور اگر کوئی اُسے گالی دے یا اس سے لڑے تو کہہ دے میں روزہ دار آدمی ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ کا ثواب کسی کے انداز و شمار میں نہیں آ سکتا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خود اس کی جزاء مرحمت فرمائے گا اور ملائکہ اقدس کے سپرد نہ کرے گا۔

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: "إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَ مَرَدَةُ الْجِنِّ، وَ غُلِقَتِ أَبْوَابُ النَّارِ فَكَيْفَ يَفْتَحُ مِنْهَا بَابٌ، وَ فُتِحَتِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَكَيْفَ تَعْلَقُ مِنْهَا بَابٌ، وَ يُنَادَى مُنَادٍ: يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ اقْبَلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَ



لِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَ ذَلِكُمْ كُلٌّ لِئَلَّا

ترمدی وابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے

کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی شب ہوتی ہے، شیاطین

اور سرکش جنات قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے

جاتے ہیں، پھر ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور جنت کے

دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر ان میں سے کوئی دروازہ پھر بند نہیں کیا

جاتا اور پکارنے والا پکارتا ہے، اے نیکی کے طلبگار! متوجہ ہو اور اے بدی

کے طالب! کمی کرا اور باز رہ، اور اللہ کے لئے آزاد کئے ہوئے ہیں آگ سے

اور یہ نند اہر شب ہوتی ہے۔

شیاطین کے گرفتار ہونے سے بدیوں کی کمی مراد ہے یعنی رمضان کی برکت سے ایماندار اللہ

کی طاعت و عبادت میں مشغول رہتے ہیں، اور بدیاں اور گناہ کے کام چھوڑ دیتے ہیں، شیطانوں

کے لئے یہ قید ہے کہ انہیں ان کے کام سے روکتی ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ ﷺ: "اتاكم رَمَضَانُ شَهْرٌ

مُبَارَكٌ، فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ تَفْتَحُ فِيْهِ اَبْوَابُ السَّمٰوٰتِ، وَ

تُغْلَقُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَهَنَّمَ وَ تَغْلُ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ، لِلّٰهِ فِيْهِ لَيْلَةٌ

خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ" (رواہ احمد) (۲۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم

کو ماہ مبارک رمضان آیا، اللہ نے تم پر اس کے روزے فرض فرمائے، اس

میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کر

دیئے جاتے ہیں، سرکش شیطانوں کے گردنوں میں طوق ڈالے جاتے ہیں،

اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس کے خیر سے محروم رہا ہے

شک وہ محروم رہا۔

روزہ کی فرضیت شعبان ۲ ہجری میں ہوئی۔ (لغات)

عن عبد اللہ بن عمر، أن رسول اللہ ﷺ قال: "الصَّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ، يَقُولُ الصَّيَامُ: أَمَى رَبِّ إِنِّى مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ، فَشَفَعْنِى فِيهِ، وَيَقُولُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ، فَشَفَعْنِى فِيهِ فَيُشَفَّعَانِ" (۲۲)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا: روزہ اور قرآن دونوں بندہ کی شفاعت کریں گے، روزہ عرض کرے گا: اے رب! میں نے اس کو کھانے اور رغبت کی چیزوں سے دن میں باز رکھا، میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما، قرآن کہے گا: میں نے اس کو شب میں آرام کرنے سے روکا، میری شفاعت اس کے حق میں قبول کر۔ دونوں کی شفاعتیں اس کے حق میں قبول کی جائیں گی۔

عن ابن عمر، أن النبی ﷺ قال: "إِنَّ الْجَنَّةَ تُزَخَّرُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ إِلَى حَوْلِ قَابِلٍ، قَالَ: فَإِذَا كَانَ أَوَّلُ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ عَلَى الْحُورِ الْعِينِ فَيَقُلْنَ: يَا رَبِّ! اجْعَلْ لَنَا مِنْ عِبَادِكَ أَرْوَاجًا تُقَرِّبُهُمْ أَغْنَيْنَا وَتَقَرُّ أَعْيُنُهُمْ بِنَا" (رواہ البیہقی) (۲۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ جنت رمضان مبارک کے لئے ابتدائے سال سے آئندہ سال تک یعنی پورے سال بھر آراستہ کی جاتی ہے جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے، جنت کے پتوں سے زیر عرش طہریں پڑھوا دیتی ہیں، وہ کہتی ہیں اے رب! ہمیں اپنے بندوں میں وہ عنایت فرما جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

ان بے حد و بے پایاں برکات سے محروم رہنا انتہا درجہ کی بدنصیبی و محرومی ہے، افسوس ان مسلمانوں پر جو رمضان مبارک میں روزہ نہیں رکھتے، اور کمال بے غیرتی و بے حیائی کے ساتھ بازاروں میں پان کھا کر نکلتے ہیں، ان کی نگاہوں میں نہ رمضان کی حرمت ہے، نہ دین پاک کی آبرو۔ وہ گناہ کے علاوہ اسلامی اجتماع کو سخت صدمہ پہنچاتے ہیں۔ فرائض وہ چیز ہیں جن میں تمام مسلمانوں کو یکساں ہونا چاہئے۔ جب تک مسلمان پابندی کرتے تھے دوسری قومیں بھی رمضان کا احترام کرتی تھیں اور انہیں یا رات نہ تھا کہ وہ اعلان کے ساتھ کھاپی سکیں، لیکن آج جب کہ مسلمان ہی اسلام کی عظمت نہیں کرتے دوسرے کیا کریں گے، ”از ماست کہ بم ماست“ اپنی خراب عادتیں خود ہماری پیدا کی ہوئی ہیں۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ روزہ رکھنے سے ایک کاغذ جسم کم ہو جائے گا کسی قدر دبلے ہو جائیں گے، کیا وہ اس گھمنڈ میں ہیں کہ بیماری نہ آئے گی؟ ایک دن کا بخار، یا گھنٹہ بھر کا درد، وزن آدھا نہ کر دے گا؟ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ انفلوئنزا، طاعون، پیڑھے میں کیسی کیسی تن آورا و قوی ہستیاں چند ساعت میں لقمہ اجل ہو جایا کرتی ہیں؟ اس فنا ہونے والے جسم اور ناپائیدار جسامت کی محبت میں اللہ کے فرض کو ترک کرنا کس درجہ کی غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عنایت فرمائے، بچوں کو دیکھا ہے کہ ہڈی گرما میں شوق کے ساتھ تمام مہینہ کے روزے رکھتے ہیں۔

## رمضان المبارک کے روزے:

رمضان مبارک کے روزے فرض ہیں اور اس کا منکر کافر ہے اور ان کے لئے تین قسم کی شرطیں ہیں: (۱) شرائط وجوب وہ تو اسلام و عقل و بلوغ ہیں تو کافر و مجنوں اور نابالغ پر فرض نہیں۔ (۲) شروط وجوب ادا اور وہ صحت و اقامت ہیں، تو مریض اور مسافر پر فی الحال ادا واجب نہیں۔ (۳) شروط صحت ادا وہ نیت اور حیض و نفاس سے پاک ہونا ہے کہ بغیر ان دونوں شروط کے روزے کی ادا صحیح نہ ہوگی، نیت سے مراد قلب سے جاننا اور معین دن کے روزے رکھنے کا ارادہ کرنا ہے۔ زبان سے نیت کا تلفظ کرنا سنت ہے، رمضان کے ہر ایک دن کے لئے روزہ کی نیت ضروری ہے، رمضان میں سحری کھانا بھی روزہ کی نیت ہے، نیت کے لئے یہ کلمات کہنے چاہئیں:

نَوَيْتُ أَنْ أَصُومَ غَدًا

یعنی میں نیت کرتا ہوں کہ کل روزہ رکھوں گا۔



نیت کا وقت ہر دن کے لئے غروب آفتاب کے بعد سے ہے دوپہر سے قبل تک لیکن جو شخص دن میں روزہ کی نیت کرے وہ یہ نیت کرے کہ دن کے اول جز یعنی صبح صادق سے روزہ دار ہے، بعد طلوع آفتاب نیت کرنے کی صورت میں نیت کے وقت سے روزہ دار رہنے کی نیت کی تو روزہ نہ ہوگا۔ ایسے ہی جو نیت کہ قبل غروب آفتاب ہو وہ بھی جائز نہیں، بہتر یہ ہے کہ شب میں نیت کی جائے۔ روزہ کا وقت صبح صادق سے ہے اس سے پہلے سحری کھانا مستحب ہے، سحری کا وقت شب کا پچھلا چھٹا حصہ ہے، افطار میں جلدی افضل ہے مگر نہ اتنی کہ غروب میں شک ہو۔ افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا مستحب ہے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اَمِنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلَى  
رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ وَصَوْمُ الْغَدِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَوَيْتُ فَاغْفِرْ لِي  
مَا قَلَّمْتُ وَمَا اَخَرْتُ

سحری میں اس قدر تاخیر جس میں صبح صادق ہو جانے کا شبہ نہ ہو مستحب ہے، اگر کسی شخص نے اس گمان پر سحری کھائی کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی مگر حقیقتہً صبح صادق شروع ہو چکی تھی یا کسی شخص نے اس گمان پر کہ آفتاب غروب ہو چکا ہے، افطار کر لیا یا جو یکہ غروب نہ ہوا تھا، ان دونوں صورتوں میں اس پر روزہ کی قضاء لازم آئے گی، اگر غالب ظن پر یہ ہو کہ صبح صادق کے بعد سحری کھائی گئی روزہ کی قضا لازم ہے، اگر آفتاب کے غروب ہونے میں شک ہو تو روزہ افطار نہ کرے تا آنکہ یقین ہو جائے اور اگر باوجود اس کے افطار کر لیا تو روزہ کی قضاء لازم ہے، پھر اگر یہ بھی ثابت ہو جائے کہ وہ افطار واقع بھی قبل غروب ہوا تو کفارہ بھی لازم ہے، اسی طرح اگر اسے غالب گمان یہ ہے کہ غروب آفتاب نہیں ہوا باوجود اس کے افطار کر لیا تو اس قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں۔ اگر صبح صادق کا طلوع ہونا کسی ذریعہ سے معلوم نہ ہو سکے تو سحری میں تحری یا اندازہ کر سکتا ہے، اگر اس کے اندازہ میں وہ وقت رات ہو تو سحری کھالے، جس شہر میں صبح وقت پر سحری کے لئے طبل بجانے کا اہتمام ہوا اور طبل بجانے والوں پر اعتماد ہو کہ ٹھیک وقت پر بجاتے ہیں تو سحری کے لئے اس طبل کا اعتبار کرنا جائز ہے، اسی طرح وقت بتانے والی جنتریوں کا حکم ہے جو جنتریاں واقف کار ماہروں نے بنائی ہوں اور ان کی صحت کا تجربہ ہو چکا ہو، سحر و افطار میں ان کا اعتبار جائز ہے، اگر ان کی غلطی ظاہر نہ ہو، مرغ کی آواز سحری کے لئے کچھ قابل اعتماد نہیں ہے۔

## روزے کے مکروہات:

کسی شے کا چکھنا اور چبانا بلا عذر مکروہ ہے، اگر عورت کا شوہر بد مزاج ہو اس لئے وہ سالن چکھ لے، یا بچہ کے کھلانے کے لئے کوئی چیز نہ ہو اور گھر میں کوئی ایسا غیر روزہ دار شخص نہ ہو جو روٹی کو چبا کر اس کو کھلا دے، ایسی صورت میں عورت بچہ کے کھلانے کے لئے روٹی چبائے جائز ہے، شہد خریدنے کے لئے چکھنا مکروہ ہے، قدمچہ پر کشادہ پیٹھ کراستخاء میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے، کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا اور زیادہ دیر تک پانی سے منہ بھرا رکھنا مکروہ ہے۔ یہ بھی مکروہ ہے کہ روزہ دار منہ میں بہت سا تھوک جمع کرنا رہے، پھر نگل جائے۔ مسواک جائز ہے کوئی مضائقہ نہیں، سرمہ لگانا، بالوں کو تیل لگانا مکروہ نہیں۔ امن کی صورت میں بوسہ جائز ہے لیکن ہونٹوں کا چوسنا مکروہ ہے، مباشرت فاحشہ یعنی ننگے ہو کر معانقہ کرنا مکروہ ہے جو شخص صبح کو جنبی اٹھا، یا دن میں محسوس (احتلام والا) ہو گیا، غسل کرے ہرج نہیں، مسافر کو روزہ مکروہ ہے، اگر روزہ سے اس کو غیر معمولی تکلیف ہو جائے یا مشقت بڑھ جائے ورنہ روزہ رکھنا افضل ہے۔

## سحری و افطاری:

سحری کا کھانا مستحب ہے اور اس کا وقت آخر شب ہے، فقیر ابو الیث نے فرمایا کہ وہ شب کا پچھلا سُدس یعنی چھٹا حصہ ہے، سحری میں تاخیر کرنا مستحب ہے مگر نہ تا کہ وقت ہی میں شک ہونے لگے

قال رسول اللہ ﷺ: "تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحْرِ بَرَكَةً"

(متفق علیہ) (۲۴)

حضور ﷺ نے فرمایا: سحری کھاؤ، اس لئے کہ سحری کھانے میں برکت ہوگی ہے۔

افطار میں جلدی افضل ہے۔

عن سہل قال: قال رسول اللہ ﷺ: "لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ" (متفق علیہ) (۲۵)

بخاری و مسلم میں حضرت سہل سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا: لوگ بخیر

رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔

نماز سے پہلے افطار کرنا مستحب ہے، افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا سنت ہے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اَمِنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلَى  
رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ وَصَوْمُ الْعِدَّةِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَوَيْتُ فَاغْفِرْ لِي  
مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ

یا رب! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا، تیرے ساتھ ایمان لایا، تجھ پر بھروسہ  
کیا، تیرے رزق پر افطار کیا، کل کے روزہ رمضان کی نیت کی، میرے اگلے  
اور پچھلے گناہ معاف فرما۔

### مُقْسِدات:

مُقْسِدات دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ جن سے صرف قضا واجب ہوتی ہے کفارہ واجب  
نہیں ہوتا۔ دوسرے وہ جن سے قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں۔ اگر روزہ دار نے بھول کر  
کھایا پییا جماع کیا، روزہ میں کوئی نقصان نہ آیا۔ ایک شخص نے روزہ دار کو کھاتے دیکھا، اگر اس میں  
روزہ تمام کرنے کی قوت ہو تو اس کو یاد نہ دلانا مکروہ ہے۔ اور اگر وہ ضعیف ہے، کمیز اٹسن بوڑھا ہے  
تو جائز ہے کہ اس کو خبر کر دے۔ اگر کسی شخص نے بحالت اکراہ و خطا کھایا اس پر قضا ہے کفارہ نہیں،  
اکراہ تو یہ ہے کہ وہ کھانے پر مجبور کیا گیا تھا اور خطا یہ کہ اس کا ارادہ روزہ توڑنے کا نہ تھا گو کہ اس کو  
روزہ ہوا ہو، اور ناسی وہ شخص ہے جس کو روزہ یاد نہ ہو۔ کسی شخص نے کلی کی یا ناک میں پانی ڈالا وہ اس  
کے پیٹ میں اتر گیا اگر اس کو روزہ ہوا تھا تو فاسد ہو گیا اور اس پر قضا آئے گی اور اگر یاد نہ تھا تو فاسد  
نہ ہوا، اگر کوئی ایسی چیز نگل لے جو نہ عادتاً غذا میں مستعمل نہ ہو، جیسے کہ پتھر یا مٹی، اس سے اس کا  
روزہ جاتا رہے گا لیکن کفارہ واجب نہیں۔ اگر کسی نے سر دھونے کی مٹی کھالی روزہ فاسد ہو گیا، اگر وہ  
مٹی کھانے کا عادی تھا تو اس کے پر قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے۔ دانتوں کے درمیان جو چیز  
رہ جاتی ہے اس کو کھالیا، اگر کثیر ہے تو روزہ جاتا ہے ورنہ نہیں، پننے کی مقدار اور اس سے زیادہ کثیرہ  
ہے اور اس سے کم قلیل۔ عمل دانتوں کے درمیان رہ گیا تھا، اس کو نگل لیا، روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر  
باہر سے اٹھا کر ایک عمل نگل لیا چبا کر، روزہ فاسد ہو گیا اور بے چبائے نگلا تو کفارہ بھی واجب ہوا۔



غیر کا چبا ہوا لقمہ نگل لینے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

سحری کھا رہا تھا منہ میں لقمہ تھا کہ فجر نے طلوع کیا اس کے بعد اس کو نگل لیا یا کھانے کے لئے روٹی توڑی تھی اس کو روزہ یاد نہ تھا، جب چبایا تو یاد آیا کہ روزہ دار ہے، پھر اس کو نگل گیا تو اس پر کفارہ ہے، اور اگر اس کو منہ سے نکال لیا پھر منہ میں رکھ کر نگل گیا روزہ فاسد ہو گیا کفارہ لازم نہیں، اگر دوسرے کا تھوک نگل گیا روزہ فاسد ہو گیا کفارہ لازم نہیں، لیکن اگر وہ دوست کا تھوک تھا تو کفارہ بھی لازم ہے اور اگر اپنا ہی تھوک منہ سے نکال کر ہاتھ پر رکھا پھر اس کو نگل گیا تو روزہ فاسد ہو گیا کفارہ نہیں۔ اگر کلی کے بعد تری باقی رہی تھوک کے ساتھ اس کو نگل گیا تو روزہ فاسد نہ ہوا۔ دانتوں میں سے خون نکلا اور حلق میں داخل ہو گیا اگر تھوک غالب ہو تو مضر نہیں ورنہ روزہ فاسد ہو گیا، اگر مکھی منہ میں خود چلی گئی اور حلق میں داخل ہو گئی روزہ فاسد نہ ہوا۔ غبار اور دھواں جس سے بچنا ممکن نہیں ہے روزہ کو نہیں توڑتا۔ حقہ اور سگریٹ پینے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ دوا آنکھ میں ٹپکانی روزہ فاسد نہ ہوا اگر چہ اس کا مزہ حلق میں پایا جائے۔ سرمہ کا اثر اور رنگ و تھوک میں دیکھا روزہ نہیں گیا۔ قے منہ بھر کر آئی روزہ فاسد نہیں ہوا۔ ناک میں کوئی دوا سڑکی یا کان میں تیل ٹپکایا روزہ فاسد ہو گیا کفارہ واجب نہیں۔ کان میں پانی ٹپکایا روزہ فاسد نہیں ہوا۔ احمیل یعنی مرد کے پیشاب کے سوراخ میں کوئی دوا ٹپکانی روزہ فاسد نہیں ہوا اور عورت کے ٹپکانی تو فاسد ہو گیا۔ عورت کا بوسہ لیا انزال ہو گیا روزہ فاسد ہو گیا کفارہ واجب نہیں۔

دوسری قسم وہ مقسّدات ہیں جن سے قضا و کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں، اگر کسی روزہ دار نے اَحَدُ السَّبِيلَيْنِ (اگلے یا پچھلے مقام) میں جماع کیا اس پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں، ان دونوں محلوں میں انزال شرط نہیں۔ اگر کسی شخص نے ایسی چیز کھائی جو غذا نہ ہو یا دوا کھائی جاتی ہے اس پر کفارہ لازم ہے۔ اگر کسی شخص نے جو نگلا، اگر ٹھننا ہوا تھا کفارہ لازم ہوگا ورنہ نہیں۔ اگر کسی شخص نے بھول کر کھایا یا جماع کیا پھر یہ گمان ہوا کہ اس سے روزہ ٹوٹ گیا اس کے بعد قصد اُکھا لیا اس پر کفارہ نہیں۔ کسی شخص کو قے آئی اس کو یہ گمان ہوا کہ اس سے روزہ ٹوٹ گیا اس کے بعد افطار کیا کفارہ لازم نہ ہوگا اور اگر یہ جانتا ہے کہ قے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، پھر کھایا کفارہ لازم ہوگا۔ ایسے ہی کسی شخص کو احتلام ہوا، اس نے گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا، اس کے بعد قصد اُکھا لیا کفارہ نہیں، اگر

جانتا ہو کہ احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو اس پر کفارہ ہے۔

### اعذارِ مُبطلہ:

وہ قدرجن سے روزہ کا افطار کرنا مباح ہو جاتا ہے، ان میں ایک مرض ہے، جب آدمی بیمار ہو جائے اور اس کو جان کے تلف ہونے کا، یا کسی عضو کے جاتے رہنے کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے بالاجماع افطار جائز ہے اور اگر مرض کے بڑھنے، یا ویرپا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو بھی افطار جائز ہے اور اس پر قضاء لازم ہوگی۔ حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی جب انہیں اپنے یا بچہ کا اندیشہ ہو افطار کریں۔ اسی طرح اگر کوئی عورت حائضہ یا نفساء ہو تو وہ بھی افطار کرے۔ (۲۶) پیاس اور بھوک میں جب اس قدر غلبہ کرے کہ اس سے ہلاکت کا اندیشہ ہو تو افطار جائز ہے، شیخ فانی وہ بوڑھا مرد یا عورت جس کی قوت روز بروز کمی پر ہو اور آئندہ امید بھی نہیں کہ اس میں طاقت آئے گی جب روزہ نہ رکھ سکے تو اس کے افطار جائز ہے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھلائے، اس کے بعد اگر اسے روزہ پر قوت حاصل ہو گئی تو روزہ واجب ہو جائے گا۔ پیشہ ور اور مزدور جس کو اہل و عیال کے خرچ کے لئے محنت و مزدوری ناگزیر ہے معذور نہیں، اس پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ ہمارے ملک کے بہشتی اور دھوبی (وغیر ہما) محنت کا عذر کر کے روزے کھا جاتے ہیں (یعنی روزہ نہیں رکھتے)، ان کا عذر کوئی چیز نہیں۔

### روزہ کے متفرق مسائل:

بچہ جب روزہ کی طاقت رکھے تو اس کو روزہ کا امر کیا جائے، بشرطیکہ روزہ اس کی صحت کو مُضر نہ ہو۔ ابو حفص سے دریافت کیا گیا کہ دس برس کے بچے کو روزے رکھنے کے لئے مارا جائے؟ فرمایا: اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ روزہ بمنزلہ نماز کے ہے، یعنی دس سال کی عمر والے بچے کو مار کے روزہ رکھوایا جائے۔

ایک شخص نے سحری کھائی، خیال یہ تھا کہ ابھی وقت باقی ہے، بعد کو معلوم ہوا وقت نہ تھا، فجر طلوع کر چکی تھی، اس پر تمام دن کھائے پینے سے باز رہنا، روزہ ملاؤنی کے ساتھ مشابہت کرنا واجب ہے اور روزہ کی قضاء واجب ہے، یہ حکم اس شخص کا ہے جس نے یہ گمان کر کے روزہ افطار کر لیا

۲۶۔ حائضہ یا نفاس والی عورت اگر روزہ رکھے گی تو بھی اس کا روزہ نہ ہوگا کیونکہ روزہ رکھنے والی کا حیض (ماہواری کے خون) اور نفاس (ولادت کے خون) سے پاک ہونا صحیح ادا کی شرط ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

کہ آفتاب غروب ہو گیا، پھر معلوم ہوا کہ غروب نہیں ہوا۔

روزہ کا کفارہ ایک غلام کو آزاد کرنا ہے، اگر اس پر قدرت نہ ہو تو دو مہینے روزے متواتر رکھے، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا، ہر مسکین کو ایک صاع جو یا نصف صاع گیہوں۔ نصف صاع گیہوں آج کل کے وزن سے دو سیر تین چھٹانک اور انٹنی بھر ہوتے ہیں، یعنی ۵.۵ ۷.۵ اقولہ بھر (دو کلو تقریباً ۴ گرام)، یہی اٹھوٹ ہے۔ انشاء رمضان کے روزے مستحب ہے کہ پیاپے رکھے جائیں۔

## شبِ قدر

سال بھر کی شبوں میں شبِ قدر افضل ہے اور اس کی طلب مستحب، حضرات امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ شبِ قدر رمضان میں ہوتی ہے اور نہیں معلوم کہ وہ کون سی شب ہے، کبھی اول ہو جاتی ہے اور کبھی بعد ہوتی ہے۔ صاحبین کے نزدیک تقدیم تاخیر نہیں، شب تو متعین ہے لیکن ہمیں اس کا علم نہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ کسی سال میں کوئی شب ہوتی ہے اور کسی سال میں کوئی اور شب۔ امام مالک و ثوری و احمد و اسحاق و ابو ثور کا یہی قول ہے۔ دوسرے علماء نے فرمایا کہ وہ رمضان کے عشرہ اواخر میں منتقل ہوتی ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ وہ متعین شب ہے کبھی منتقل نہیں ہوتی۔ حضرات ابن عمر اور صحابہ کی ایک جماعت کا قول ہے کہ وہ رمضان کی کوئی شب ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ عشرہ آخر کی طاق راتوں میں سے کوئی رات ہے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے، اس پر اکثر علماء میں اختلاف ہے۔

## وجہ تسمیہ:

اس شب کو شبِ قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں اَرْزَاق و آجال اور حوادث و واقعات تمام

سالوں کے مکتوب ہیں، قال اللہ تعالیٰ:

﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾ (۲)

اس میں ہر حکمت والا کام فیصل کیا جاتا ہے۔

”قدر“ کے معنی اندازہ کے ہیں اور اس معنی سے ”وال“ کو ساکن پڑھنا جائز ہے اور مشہور

”وال“ کی حرکت ہے۔



بعضوں نے کہا کہ عظمتِ قدر اور شرافت کی وجہ سے اس شب کا نام ”عجب قدر“ ہے اور اس تقدیر پر اضافت ”حاتم الجود“ کے قبیل سے ہے، بعضوں نے کہا کہ اس شب میں عبادت کرنے والا صاحبِ قدر ہو جاتا ہے اور اس شب کی طاعتوں کی قدر زائد ہے اس لئے اس کو ”عجب قدر“ کہتے ہیں۔

## اخفاء کی حکمت:

علماء نے فرمایا کہ اس شب کے اخفاء میں یہ حکمت ہے کہ لوگ اس کی طلب میں کوششیں کریں اور ہر شب اس خیال سے عبادت میں گزاریں کہ شاید یہی رات شبِ قدر ہو، اس طرح ان کے حسنات اور نیکیاں زیادہ ہو جائیں اور ان کو عملِ نیک پر رغبت ہو، اس لئے بعض علماء نے فرمایا کہ جو شخص سال بھر ہر شب قیام کرے گا ان شاء اللہ اس کو پا ہی لے گا۔ بعض علماء نے کیا پر لطف نکتہ فرمایا:

من لم يعرف قدرَ ليلةٍ لم يعرف ليلةَ القدر  
جس شخص نے رات کی قدر نہ جانی، شبِ قدر کو کیا پہچانے گا۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت، قال رسول اللہ ﷺ: ”تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ“ (بخاری) (۲۸)  
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: شبِ قدر کو رمضان کے پچھلے عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: قلت: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَى لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ، مَا أَقُولُ فِيهَا؟ قَالَ: قُولِي: ”اَللّٰهُمَّ اِنِّكَ عَفُوٌّ تَحِبُّ الْعَفْوَ فَاَعْفُ عَنِّي“ (ترمذی و ابن ماجہ) (۲۹)

حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور سے عرض کیا کہ اگر میں جان لوں کہ قدر کون سی رات ہے تو میں اس میں کیا کہوں؟ فرمایا: یہ کہو یا رب! تو کثیر العفو ہے عفو کو پسند فرماتا ہے میری خطائیں معاف فرما دے۔

عن أنس قال: قال رسولُ الله ﷺ: ”إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ

جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي كُنُكِبَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّونَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ أَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا كَانَ يَوْمَ عِيدِهِمْ يَعْنِي يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَا هِيَ بِهِمْ مَلَائِكَتُهُ، فَقَالَ يَا مَلَائِكَتِي! مَا جَزَاءُ أَجِيرٍ وَفِي عَمَلِهِ؟ قَالُوا: رَبَّنَا جَزَاؤُهُ أَنْ يُوفَى أَجْرُهُ، قَالَ: مَلَائِكَتِي عِبِيدِي وَإِمَائِي فَضُؤُوا فَرِيضَتِي عَلَيْهِمْ، ثُمَّ خَرَجُوا يَعْجُونَ إِلَى الدُّعَاءِ، وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكَرَمِي وَغُلُوِّي وَارْتِفَاعِ مَكَانِي لِأَجِيبَنَّهُمْ، فَيَقُولُ: ارْجِعُوا قَدْ غُفِرَتْ لَكُمْ وَبَلَلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ، قَالَ: فَيَرْجِعُونَ مَغْفُورًا لَهُمْ“ (بیہقی) (۳۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سراپا نور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب شب قدر ہوتی ہے جبریل امین ملائکہ کی جماعت میں اترتی ہے اور ہر قیام و قعود کرنے والے بندے پھر جو خدا کی ذکر میں مشغول ہیں رحمت کی دعائیں کرتے ہیں، جب عید فطر کا دن ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ پر اپنے بندوں کے ساتھ مباحات و مفاخرت فرماتا ہے۔ اے میری ملائکہ اس مزدود کی کیا جزاء ہے جس نے اپنا کام پورا کیا، عرض کرتے ہیں یا رب اس کی جزاء یہ ہے کہ اس کو پورا پورا اجر دیا جائے، فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور بندیوں نے میرا فرض ادا کیا، پھر دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے فرمایا دگرتے نکلے، مجھے اپنے عزت و جلال، اپنے کرم، اپنی برتری، اپنی بلند راسخی کی قسم! بے شک میں ان کی دعائیں قبول فرماؤں گا، پس فرماتا ہے: لوگو میں نے تمہیں بخش دیا، میں نے تمہاری بدیوں کو نیکیوں سے بدل

دیا۔ حضور نے فرمایا کہ وہ مغفور و مغفول ہیں۔ یہ بدیوں کو نیکیوں کے بدلے سے یہ مراد ہے کہ صحائف اعمال میں بفضل اللہ المتعال ہر بدی کی جگہ نیکی لکھی جاتی ہے کہ یہ کرم روزہ داروں کے ساتھ عام ہوا اور یہ بھی احتمال ہے کہ عاصیوں کے

لئے غفران ہو اور تائب فرما برہنہ اور ان کے لئے تبدیلی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ

سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ﴾ (۲۱)

مگر جن لوگوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور نیک عمل کئے پس یہ لوگ ہیں کہ اللہ اس کی بدیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا۔

## اعتکاف

لغت میں ”اعتکاف“ کے معنی جس و مکث کے یعنی رُکنے اور باز رہنے کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں ”اعتکاف“ مسجد میں مع نیت کے ٹھہرنے اور اس کو علی وجہ مخصوص لازم کر لینے کا نام ہے۔ رمضان کا عشرہ اخیرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ اور اس کے ماسوا مستحب، البتہ اگر نذر کر لے تو واجب ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے عشرہ آخر کے اعتکاف پر مواظبت فرمائی۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْآخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَرْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ (بخاری و مسلم) (۲۲)

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ رمضان کے عشرہ آخر میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی، پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے اعتکاف کیا۔

اعتکاف کے لئے چند شرطیں ہیں، ان میں سے ایک نیت ہے، چنانچہ بلا نیت اعتکاف کرنا بالاجماع ناجائز ہے (۲۳)۔ ایک شرط مسجد جماعت ہے، اس لئے اعتکاف ہر اس مسجد میں صحیح ہے جس میں اذان و تکبیر ہوتی ہو، مسجد حرام (خاصہ کعبہ) میں اعتکاف افضل ہے، پھر مسجد النبی (ﷺ)۔

۳۱۔ الفرقان: ۲۵/۷۰

۳۲۔ مشکاة المصابیح، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، الفصل الاول (رد المحتار ۲/۲۰۹)

۳۳۔ الفتاویٰ الہندیہ (۱/۲۱۱، کتاب الصوم، الباب السابع) میں ہے: واما شروطہ: فمنہا: النیۃ، و لو اعتکف بلا نیۃ لا یجوز بالاجماع، یعنی مگر اعتکاف کی شرطیں تو ان میں ایک شرط نیت ہے اور اگر بلا نیت اعتکاف کیا تو بالاجماع جائز نہیں۔ جائز نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا اعتکاف نہ ہوا۔



میں۔ پھر بیت المقدس میں، پھر جامع مسجد میں، پھر جس مسجد میں نمازی زیادہ ہوں، عورت گھر کی مسجد میں اور اگر میں مسجد نہ ہو تو گھر میں کسی جگہ کو مسجد قرار دے کر اعتکاف کرے، یہ جگہ اس کے لئے مسجد جماعت کا حکم رکھتی ہے، حتیٰ کہ سوائے حاجت انسانی کے اس جگہ سے نہ نکلے، عورت کے لئے مسجد جماعت میں اعتکاف مکروہ ہے، اعتکاف کی شرائط میں سے روزہ بھی ایک شرط ہے مگر اعتکاف واجب کے لئے۔ ”ظاہر الروایت“ میں ہے کہ اعتکاف نفل کے لئے روزہ شرط نہیں (۳۴) اور اس کی ادنیٰ مقدار کے لئے کوئی اندازہ نہیں، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا اور اس نے نکلنے تک کے لئے اعتکاف کی نیت کر لی تو صحیح ہے۔ اعتکاف کے لئے اسلام و عقل اور جنابت و حیض و نفاس سے پاک ہونا بھی شرط ہے، اس لئے کہ کافر تو عبادت کا اہل نہیں اور مجنون نیت کا اہل نہیں، جنبی اور حیض و نفاس والی، ان لوگوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہیں، اعتکاف کی صحت کے لئے بلوغ شرط نہیں، ہوشیار بچہ کا اعتکاف صحیح ہے۔ (۳۵)

### اعتکاف کے آداب و محاسن:

مستحب ہے کہ معتکف نیک باتوں کے سوا کلام نہ کرے اور رمضان میں دن روزہ اعتکاف کرے اور افضل مساجد میں معتکف ہو، قرآن کی تلاوت اور حدیث و فقہ کا پڑھنا اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاک حالات پڑھنا، دیکھنا، سننا، سنانا، صالحین کے احوال کا ذکر کرنا لازم رکھے۔ (۳۶)

اگر ایسی باتیں کیں جن میں گناہ نہیں تو بھی جائز ہے، معتکف اپنی جان کو بالکل عبادتِ الہی میں صرف کرتا ہے اور اپنے نفس کو دنیا میں مشغول ہونے سے بچاتا ہے اور اپنے تمام اوقات حقیقتاً یا حکماً نماز میں صرف کرتا ہے کیونکہ اعتکاف کا مقصد اصلی نماز کی جماعتوں کا انتظار کرنا ہے، نماز کے انتظار کرنے والے کو اللہ تبارک و تعالیٰ نماز ہی کا ثواب دیتا ہے۔ (۳۷)

### مفسدات اعتکاف: اسلام و اہلسنت

اعتکاف کرنے والا اعتکاف کی جگہ سے رات یا دن میں کسی وقت بھی بغیر عذر کے نہ نکلے، اگر ایک

۳۴۔ یہ ائمہ ثلاثہ کا قول ہے کما فی الہندیۃ (۱/۲۱۱)

۳۵۔ الفتاویٰ الہندیۃ، ۱/۲۲۱ ۳۶۔ الفتاویٰ الہندیۃ، ۱/۲۱۲ ۳۷۔ الفتاویٰ الہندیۃ، ۱/۲۱۲

گھڑی بلا عذر باہر نکلا اعتکاف فاسد ہو گیا، خواہ یہ نکلنا قصد اُہو یا بھول کر۔ عورت اپنے اعتکاف کی جگہ سے نکل کر مکان میں نہ آئے اگر چہ اعتکاف کی جگہ گھر کا کوئی گوشہ ہو، وہیں رہنا چاہئے، (۳۸) اداۓ جمعہ کے لئے جامع مسجد جانا جائز ہے لیکن ضرورت سے زیادہ وقت نہ خرچ کرے، کھانے پینے سونے کے لئے نکلنا جائز نہیں کیونکہ معتکف کے لئے مسجد میں ان باتوں کی اجازت ہے، مریض کی عیادت اور جنازہ کی شرکت کے لئے نہ نکلے، اگر نکلنا اعتکاف فاسد ہو گیا، یہ تمام احکام اعتکاف واجب میں ہیں اور اعتکاف نفل میں عذر و بے عذر نکلنا جائز ہے۔ معتکف پر جماع اور اس کے دواعی مباشرت، لمس، معانقہ وغیرہ حرام ہیں، احتلام سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، غسل کے لئے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔

### ممنوعات:

خاموشی جس کو معتکف عبادت سمجھے مکروہ ہے اور اگر عبادت نہ سمجھے تو مکروہ نہیں لیکن معاصی سے زبان کو بچانے کے لئے خاموش رہنا عظیم عبادت ہے۔  
معتکف کے لئے بیع اور شراء کھانے کی اور ضروری کی جائز ہے لیکن تجارت کے کاروبار کا جاری رکھنا اور مقام اعتکاف کو تجارت گاہ بنالینا مکروہ ہے۔ معتکف کو خوشبو اور سر میں تیل لگانا جائز ہے۔  
اعتکاف واجب کے فاسد ہونے سے اس کی قضاء واجب ہو جاتی ہے۔

## تراویح

تراویح کو ”قیام رمضان“ بھی کہتے ہیں، تراویح کی بیس (۲۰) رکعتیں جماعت کے ساتھ سنت مؤکدہ ہیں، اس پر اجماع ہے۔ یہی جمہور اہل علم کا مذہب ہے، ہمارے اصحاب اور امام شافعی اور امام احمد سب حضرات کا بیس (۲۰) رکعتوں پر اتفاق ہے، لیکن امام مالک رحمہ اللہ سے چھتیس (۳۶) رکعتیں منقول ہے کیونکہ اہل مدینہ اتنے ہی پڑھتے تھے، جمہور کی دلیل وہ روایت ہے جو ”موطا“ میں یزید بن رومان سے مروی ہے۔

قال: كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي رَمَانَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِثَلَاثٍ وَ  
عِشْرِينَ رَكْعَةً (۳۹)

کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ تیس (۲۳) رکعتوں کے ساتھ قیام کرتے تھے۔ (۲۰ تراویح، ۳ و ۲) بیہقی نے بسند صحیح سائب بن یزید سے روایت کی:

كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً (۲۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ماہ رمضان میں لوگ بیس (۲۰) رکعت (تراویح) کے ساتھ قیام کرتے تھے۔

أَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ شُرَيْمَةَ: وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ، أَنَّهُ كَانَ يَوْمُهُمْ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي خَمْسَ تَرَوِيحَاتٍ (۲۱)

بیہقی نے شرمہ سے روایت کی اور وہ علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے کہ وہ رمضان میں امامت کرتے تھے پس پانچ ترویجہ (بیس رکعت) پڑھاتے تھے۔

أَخْرَجَ أَيْضًا أَنَّهُمْ كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَ عَلَى عَهْدِ عُثْمَانَ وَ عَلِيٍّ مِثْلَهُ (۲۲)

نیز بیہقی نے تخریج کی کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت کے ساتھ قیام کرتے تھے اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں بھی ایسے ہی۔

ابو عبد الرحمن سلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ

۴۰۔ سنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصلاة، جماع أبواب صلاة التطوع و قیام شهر رمضان، باب

ما روی فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان، برقم: ۴۶۱۴

۴۱۔ سنن الکبریٰ للبیہقی کے اسی باب میں حدیث یوں ہے: رَوَاهُ عَنْ شُرَيْمَةَ بْنِ شَيْبَةَ وَكَانَ مِنْ

أَصْحَابِ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يَوْمُهُمْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَ يَتَرَوِيحَاتٍ (برقم: ۴۶۱۹)

۴۲۔ امام بیہقی نے اپنی ”سنن“ کے عدد رکعات تراویح کے باب میں سائب بن یزید سے مروی حدیث روایت کی

جس میں حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیس رکعات پڑھنے کا ذکر

اسی باب کی دیگر احادیث میں ہے۔



أَمَرَ رَجُلًا بِأَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَكَانَ يُؤْتِرُ بِهِمْ (۳۳)  
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت (تراویح)  
امام بن کر پڑھا دے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ خود وتر پڑھاتے تھے۔  
روی ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و البغوی و البیهقی و  
الطبرانی عن ابن عباس أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيَ بِعِشْرِينَ  
رَكْعَةً وَ الْوُتْرَ (۳۴)

ابن ابوشیبہ، عبد بن حمید، بغوی، بیہقی اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی  
اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ رمضان میں بیس رکعت (تراویح)  
اور وتر پڑھتے تھے۔

روایات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ زمانہ اقدس سے آج تک تراویح بیس (۲۰) رکعت پڑھی  
جاتی ہے، خلفاء اور صحابہ اور ائمہ سب کا اس پر اجماع ہے، مشارق و مغارب میں اس پر عمل ہے۔  
عالم مدینہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے عمل اہل مدینہ سے تمسک کیا کہ وہ چھتیس رکعت  
پڑھتے تھے، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اہل مکہ ہر دو ترویح کے درمیان سات مرتبہ (یعنی سات چکر)  
طواف کرتے تھے اور دو رکعت طواف کی پڑھتے تھے، اہل مدینہ نے ان کی مساوات چاہی اور بجائے  
ہر طواف کے چار رکعتیں مقرر کیں اس طرح سولہ رکعتیں پڑھائیں یوں سب مل کر چھتیس ہو گئیں۔

بہر حال بیس تراویح حضور کی اور خلفاء راشدین کی سنت ہے اور اس پر سلفاً و خلفاً تمام امت  
کا اجماع ہے، سارے عالم کے اہل اسلام اس پر عامل ہیں، نفس تراویح سنت بالعمین ہے اور  
جماعت کے ساتھ سنت علی سمیل الکفایہ ہے یعنی اگر تمام اہل محلہ جماعت ترک کر دیں تو وہ سب کے  
سب نارک سنت اور گناہگار ہیں اور اگر کوئی ایک شخص جماعت چھوڑ کر اپنے گھر پڑھے تو وہ نارک  
فضیلت ہے، اگر لوگوں نے گھر میں جماعت کی تو (فضیلت) حاصل ہو گئی، لیکن مسجد میں جماعت کو

۳۳۔ یہ حدیث ”سنن الکبریٰ“ کے مذکور باب میں اس طرح ہے: فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ عِشْرِينَ  
رَكْعَةً، قَالَ: وَ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُؤْتِرُ بِهِمْ (رقم: ۴۶۲۰)۔

۳۴۔ سنن الکبریٰ للبیہقی کے مذکور باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے:  
قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ غَيْرَ جَمَاعَةٍ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَ الْوُتْرَ (رقم: ۴۶۱۵)

ایک اور فضیلت ہے، اس سے محروم رہے۔ جماعت کے ساتھ صرف پانچ ترویجہ یعنی بیس رکعت پڑھی جائیں، جماعت کے ساتھ اس سے زیادہ رکعتیں پڑھنا ہمارے نزدیک مکروہ ہے۔

بہتر یہ ہے کہ تراویح یا سنت وقت یا قیام لیل یا قیام رمضان کی نیت کی جائے یا مطلق نماز کی نیت سے ادائے سنت کے جواز میں اختلاف ہے۔

## تراویح کا وقت:

عشاء (کے فرض ادا کرنے) کے بعد طلوع فجر تک ہے، تراویح قبل عشاء جائز نہیں، اگر کسی شخص کا ایک ترویجہ (یعنی چار رکعت) یا دو ترویجے رہ گئے تو اولیٰ یہ ہے کہ پہلے تراویح پڑھے، اس کے بعد وتر۔ تراویح دو رکعت کی نیت سے پڑھنا بہتر ہے، ہر دو ترویجہ کے درمیان بقدر ایک ترویجہ بیٹھنا مستحب ہے، ایسے ہی پانچویں ترویجہ اور وتر کے درمیان بھی، لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ پانچویں ترویجہ اور وتر کے درمیان بیٹھنا قوم پر گراں ہے تو نہ بیٹھے، ترویجوں کے درمیان بیٹھنے کی حالت میں اختیار ہے چاہیں تسبیح پڑھیں یا خاموش بیٹھیں، اہل مکہ طواف کرتے ہیں اور دو رکعتیں پڑھتے ہیں، اہل مدینہ چار رکعتیں فراویٰ یعنی بے جماعت پڑھتے ہیں، تہائی رات سے نصف شب تک تراویح کی تاخیر مستحب ہے اور بعد نصف کے مکروہ نہیں۔ تراویح مردوں اور عورتوں سب کے لئے سنت ہے، ایک مقتدی نے دو مسجدوں میں تراویح پڑھی مضافہ نہیں۔ افضل یہ ہے کہ تراویح ایک امام کے ساتھ پڑھیں اگر دو اماموں کے ساتھ تراویح پڑھی گئی تو مستحب یہ ہے کہ ہر ایک پورا ترویجہ کر کے بیٹھے، اور اگر ترویجہ کے درمیان مثلاً دس رکعت پر ہٹ آیا، تو خلاف مستحب ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ فرض وتر ایک امام پڑھائے اور تراویح دوسرا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرض وتر کی امامت فرماتے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تراویح کی۔

تراویح کی قضاء نہیں، ایک شخص نے عشاء تنہا پڑھی، اس کو تراویح امام کے ساتھ پڑھنا جائز ہے، ایک شخص کی سنت عشاء رہ گئی، امام کے ساتھ تراویح میں شریک ہو گیا اور سنت عشاء کی نیت کی، جائز ہے۔ تراویح میں ایک مرتبہ ختم قرآن سنت ہے، عوام کی کابلی اور سستی کی وجہ سے نہ چھوڑا جائے اور دوسرے ختم فضیلت ہے اور تین مرتبہ افضل ہے۔

تراویح کی دونوں رکعتوں میں قرأت برامہ کرنا افضل ہے، قرآن پاک کے ختم ہونے کے بعد مہینے کے باقی ایام میں تراویح نہ چھوڑی جائے، کیونکہ وہ سنت ہے اور ترک مکروہ، جو شفعہ (دو گانہ)

فاسد ہو گیا اس میں جس قدر قرآن پڑھا گیا تھا شمار نہ کیا جائے۔ نماز کے اعادہ کے ساتھ اس قدر قرآن کا بھی اعادہ کیا جائے۔ ختم قرآن کے بعد جہاں خالی تراویح پڑھی جاتی ہیں یا دیہات میں جہاں حافظ میسر نہیں، تراویح میں سورہ نمل سے آخر قرآن تک پڑھیں۔

یہ مکروہ ہے کہ مقتدی بیٹھے رہیں اور جب امام رکوع کے قریب ہو تو کھڑے ہو جائیں، حافظ کو غلط پڑھنے یا رکنے کی حالت میں لقمہ دینا جائز ہے، ہمارے ملک میں بے علم حافظوں کا دستور ہے کہ وہ حافظ کو بھلانے کے لئے کھانچتے، کھٹکھارتے یا اور ایسی ہی حرکت کرتے ہیں اور بعض تو اس قدر جری اور بے باک ہیں کہ اس کا وقار کم کرنے کے لئے یا اس کے حافظہ کے امتحان کی غرض سے غلط بتا دیتے ہیں، یہ سخت شنیع اور نہایت فتنہ جڑی حرکتیں ہیں اور قرآن کو غلط پڑھنا یا صحیح پڑھنے والے کو قصداً غلطی میں مبتلا کرنے کی کوشش کرنا عظیم گناہ ہے، اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔

## نابالغ لڑکوں کی امامت:

صحیح یہ ہے کہ تراویح بلکہ کسی نفل میں بھی نابالغ کی امامت جائز نہیں، ہمارے ملک میں یہ دستور ہے کہ نابالغ کو تراویح میں امام بنالیتے ہیں اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

وتر:

وتر واجب ہیں، تین (۳) رکعتیں ایک سلام کے ساتھ، یہ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے، امام الائمہ سراج الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُؤْتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ

حضور ﷺ تین (۳) رکعتوں کے ساتھ وتر پڑھتے تھے۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُؤْتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي

اخْرِهِنَّ (رواہ الحاکم، وقال صحيح على شرط البخاري و مسلم) (۴۵)

فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ تین رکعت کے ساتھ وتر پڑھتے تھے، نہ سلام پھیرتے



تھے نگران کے آخر میں۔

امام طحاوی نے مسور ابن مخزمہ سے روایت کیا:

قَالَ: دَفَعْنَا أَبَا بَكْرٍ لَيْلًا، قَالَ غَمَرُ: إِنِّي لَمْ أُوتِرْ، فَقَامَ وَصَفَّقْنَا وَرَاءَهُ، فَصَلَّى بِنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ، لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي الْخَيْرِ هُنَّ (۴۶)  
مسور ابن مخزمہ نے کہا کہ ہم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو شب میں دفن کیا، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے وتر نہیں پڑھے ہیں، پس کھڑے ہو گئے اور ہم نے ان کے پیچھے صف باندھی، انہوں نے ہم کو تین رکعتیں پڑھائیں، نہ سلام پھیرا نگران کے آخر میں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَلُوْتُرْتُ ثَلَاثَ كَعَثَاتٍ الْمَغْرِبِ (۴۷)

مغرب کی تین رکعتوں کی طرح وتر بھی تین ہیں۔

اس کے علاوہ بکثرت احادیث موجود ہیں جن کا اس مختصر میں نقل کرنا دشوار ہے، وتر کی تمام رکعات میں فاتحہ اور سورہ پڑھی جائے اور تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھیں، امام اعظم رحمہ اللہ نے امراجم سے، انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے عبداللہ سیبہ حدیث روایت کی:

قَالَ: بَشَّ عَنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَنْتَ فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ (۴۸)

کہا میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں شب گزار ی، حضور نے وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔

۴۶۔ شرح معانی الآثار للطحاوی (۲۹۳/۱) کتاب مناقب الصلاة، باب الوتر (برقم: ۱۷۴۲)

۴۷۔ شرح معانی الآثار (۲۹۳/۱)، کتاب الصلاة، باب الوتر (برقم: ۱۷۴۳) بلفظ: الوتر ثلاث كعثر

النهار، صلاة المغرب

۴۸۔ جامع المسانید (۳۱۸/۱) محل امام اعظم کی روایت اس طرح ہے: قال، بعثت النبی فی بکثرت عند زوجات

النبی ﷺ لتنظر متى يقنت، فأخبرت: انه يقنت في وتره قبل الركوع اور اسی میں (۳۱۷/۱) روایت

ہے: عن أم عبد الله قالت: رأيت رسول الله ﷺ قنت في الوتر قبل الركوع كرام عبد الله سے مروی ہے

فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر میں رکوع سے قبل قنوت پڑھی۔

## صدقہ فطر

صدقہ فطر ہر آزاد مسلمان پر واجب ہے جو مقدار نصاب کا مالک ہو بشرطیکہ یہ مقدار حاجتِ اصلیہ سے فاضل ہو، صدقہ فطر نصف صاع (آج کل کی قول سے دو سیر تین چھٹانک انھنی بھر) (۴۹) یعنی ایک سو پچھتر (۱۷۵) روپیہ اور انھنی پھر گیمہوں یا گیمہوں کا آٹا یا ایک صاع (چار سیر چھ چھٹانک دو انھنی بھر) (۵۰) یعنی تین سو پچاس اور دو انھنی بھر جو یا کھجور ہے، آٹا، دلیا گیمہوں سے بہتر ہے اور قیمت دینا سب سے افضل۔

صدقہ فطر عید کی طلوع کے بعد واجب ہوتا ہے جو اس سے پہلے مر گیا اس پر صدقہ واجب نہیں، اور جو اس سے پہلے پیدا ہوا اس کا صدقہ واجب ہے۔  
روزِ عید سے پہلے بھی صدقہ فطر دینا جائز ہے، وہ بوڑھا یا مریض جس سے روزہ ساقط ہو گیا، صدقہ فطر اس پر بھی واجب ہے۔

مستحب یہ ہے کہ فطرہ عید گاہ جانے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے، فطرہ اپنا اور اپنے چھوٹے بچے کا (جو مقدار نصاب کا مالک نہ ہو) واجب ہے، معتوہ اور مجنون بھی صغیر کے حکم میں ہے۔  
زوجہ اور بڑی اولاد کا صدقہ انہیں کے ذمہ ہے، شوہر یا باپ پر نہیں، اگر انہوں نے ادا کر دیا جائز ہے، ایک شخص کا فطرہ جماعت کو اور جماعت کا ایک شخص کو دینا جائز ہے، فطرہ کے مُصَرَّف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مصرف ہیں، مسکین فقیر وغیرہ۔

## عید کے مسائل

### عید کی سنتیں:

غسل کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، عمدہ لباس پہننا، عید گاہ کو پیادہ پا جانا، ایک راہ سے جانا، اور دوسری راہ سے واپس آنا، عید الفطر میں عید گاہ جانے سے قبل کوئی چیز کھجور وغیرہ کھانا،  
۴۹۔ اور نئے پیمانے سے نصف صاع گیمہوں کا وزن دو کلو تقریباً ۴۷۷ گرام ہوتا ہے، اسی طرح فتاویٰ فیض الرسول (۵۰۸/۱) اور فتاویٰ فقیر ملت (۳۲۸/۱) میں ہے۔

۵۰۔ اور ایک صاع کا وزن جدید پیمانے سے چار کلو تقریباً ۹۴۷ گرام ہوگا، جیسا کہ سابقہ حاشیہ سے ظاہر ہے۔

(اسی بناء پر ہمارے ملک میں سویاں مروج ہیں کہ کھانا شیریں ہو، اور سنت بھی ادا ہو جائے) اور عید انھی قبل نماز کچھ نہ کھانا۔

## مباحات و مستحبات:

صدقہ کی کثرت کرنا، باہم ملنا، مبارک باد دینا، خوشی کا اظہار کرنا، مصافحہ اور معانقہ کرنا (شاہ ولی اللہ صاحب "فتویٰ" میں امام نووی کا قول نقل کر کے فرماتے ہیں) ہکذا ینبغي أن یقال فی المصافحۃ یوم العید و المعانقۃ یوم العید اور ہدایہ میں ہے: کذا المصافحۃ بل ہی سنۃ عقیب الصلوۃ و کلہا، راہ میں تکبیر **اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ** آہستہ پڑھنا مستحب ہے۔

## نماز عید:

عید کی دو رکعت نماز ہر عاقل، بالغ، مقیم، تندرست پر شہر میں واجب ہے، گاؤں میں عید اور جمعہ کی نمازیں جائز نہیں، مگر وہ بڑے گاؤں یعنی قصبے جو شرعاً شہر کا حکم رکھتے ہیں، ان میں جمعہ اور عید دونوں کی نمازیں جائز ہیں۔ جمعہ اور عید دونوں کی نمازوں کی صحت اور ادا کی شرطیں ایک ہیں، مگر یہ فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ فرض ہے اور عیدین میں سنت، دوم جمعہ میں خطبہ نماز سے قبل ہوتا ہے اور یہاں نماز کے بعد اگر کسی نے عید کی نماز کے بعد خطبہ نہ پڑھا، یا نماز سے قبل پڑھ لیا دونوں صورتوں میں نماز تو ہو گئی مگر یہ شخص گناہگار ہوگا۔ نماز عید، نماز جنازہ پر مقدم کی جائے اور نماز جنازہ خطبہ پر۔

## عید کی نماز کا وقت:

عید کی نماز کا وقت آفتاب کے بقدر (ایک) نیزہ بلند ہونے سے زوال تک ہے، اگر نماز پڑھنے میں زوال کا وقت آگیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

## نماز عید کی ترکیب اسلام و اہلسنت

نیت: "نیت کی میں نے دو رکعت نماز واجب عید الفطر مع چھ تکبیروں کے اللہ جل جلالہ کے واسطے کعبہ رو ہو کر **اَللّٰهُ اَکْبَرُ**"، نیت کر کے زیر ناف ہاتھ باندھ لیں اور پورا **سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ**



پڑھ کر امام کے ساتھ کانوں کی لوتک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہہ کر چھوڑ دیں، اسی طرح تین تکبیریں کہیں، پھر ہاتھ باندھ لیں، دوسری رکعت میں امام کی قرأت کے بعد اسی طرح تین تکبیریں کہیں اور ہر مرتبہ کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں، چوتھی مرتبہ تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جائیں اور ہاتھ نہ اٹھائیں باقی نماز حسب معمول۔

اگر عید گاہ میں ایسے وقت پہنچے کہ امام نے تکبیروں سے فارغ ہو کر قرأت شروع کر دی تھی تو تم نماز میں شریک ہو جاؤ اور فوراً تکبیریں کہو اور اگر امام کے رکوع میں جانے سے قبل تکبیریں نہ کہہ سکتے تو رکوع میں تکبیریں کہہ لو مگر ہاتھ نہ اٹھاؤ جس نے امام کو قومیہ میں پایا وہ تکبیریں نہ کہے، اس لئے کہ رکعتِ اولیٰ کو مع تکبیرات قضاء کرے گا۔

جب امام تشہد پڑھ چکا ابھی سلام نہیں پھیرا، یا سلام پھیر دیا، ابھی سہو کا سجدہ نہیں کیا ہے یا سجدہ کر لیا لیکن سلام آخر نہیں پھیرا ہے ایسی حالت میں جو شخص پہنچا اس کو چاہئے کہ امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور سلام پھیرنے کے بعد نماز پوری کرے۔

اگر امام عید کی تکبیریں بھول جائے اور قرأت شروع کر دے تو بعد قرأت کے تکبیریں کہہ یا رکوع میں کہے جب تک کہ سر نہ اٹھایا ہو، اگر امام تکبیریں چھوڑ دے یا کم کر دے یا زیادہ کر دے یا غیر محل میں کہاس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

## شش عید کے روزے

شوال میں چھ دن کے روزے جنہیں لوگ ”شش عید کے روزے“ کہتے ہیں ان کا رکھنا سنت ہے، اور احادیث میں بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، افضل یہ ہے کہ چھ روزے متفرق کر کے پورے مہینہ میں رکھے جائیں اور اگر عید کے بعد ہی لگانا چھ دن میں ایک ساتھ رکھ لئے جائیں جب بھی کوئی حرج نہیں۔ کذا فی ”الدرر“

کہا لورہ لیں انجکشن لگوا سکتے ہیں؟

دفتر سواد اعظم میں متعدد حضرات کے سوالات آئے ہیں کہ کیا انجکشن مفید روزہ ہے یا نہیں؟

ان سب حضرات کو یکجائی جواب پیش کیا جاتا ہے۔

**الجواب:** انجکشن (نیکہ) دو طریقے پر ہوتے ہیں، ایک جلدی، یعنی گوشت یا کھال میں سوئی کے ذریعے سے دوا پہنچائی جاتی ہے، ظاہر ہے کہ گوشت یا جلد میں اگر دوا پہنچائی جائے تو بطن دماغ یا جوفِ معدہ میں وہ چیز نہیں پہنچ سکتی، روزہ جب ہی فاسد ہوتا ہے جب کہ وہ چیز دماغ یا معدہ میں بالاصالت پہنچے، رہا دوا کی تاثیر کا پہنچنا؟ یہ نخلِ روزہ نہیں، اس کی مثال ایسی ہے کہ سخت گرمی کی حالت میں خوب سرد پانی سے غسل کیا جائے، یا پیٹ میں درد ہونے کی صورت میں گرم پانی یا دوا وغیرہ سے ٹکور (تکمید) کی جائے تو اس سے یقیناً مسامات کے ذریعہ اثر پہنچتا ہے لیکن اصل سے ہرگز نہیں پہنچتی، فقہاء کرام روزہ کی حالت میں غسل یا بیرونی طور پر دوا کے استعمال کو ہرگز مفسد روزہ نہیں بتاتے، لہذا میرے علم کے مطابق جلدی انجکشن (نیکہ) سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

انجکشن کا دوسرا طریقہ وریدی ہے یعنی کسی ایسی رگ میں جس میں خون دورہ کر رہا ہو، اس میں سوئی داخل کر کے دوا پہنچائی جاتی ہے، وہ طریقہ ضرور محلِ نظر ہے، اگر ایسی رگ میں انجکشن (نیکہ) لگوایا جائے جس کے ذریعہ بطن دماغ یا جوفِ معدہ میں اصل دوا پہنچے تو اس سے بلاشبہ روزہ فاسد ہو جاتا ہے، اور اگر کسی ایسی رگ میں دوا پہنچائی جائے جس کے ذریعہ بطن دماغ یا جوفِ معدہ میں دوا نہ پہنچے، لیکن دورانِ خون کے ذریعہ اصل دوا پہنچنے کا احتمال ہو، خواہ وہ پہنچے ہی نہیں، مگر پھر بھی احتیاط اسی میں ہے کہ ایسا وریدی انجکشن نہ لگوایا جائے۔

۱۔ کذا قال فی "الدر المختار" أو اكتحل أو ادھن أو احتحم و ان وجد طعمه فی حلقه وقال فی "رد المحتار": قال فی "النہر": لأن الموجود فی حلقه أثر داخل من المسام الذی هو خلل البدن و المفطر انما هو الداخل من المنافذ للاتفاق علی أن من اغتسل فی ماء فوجد برده فی باطنه أنه لا یفطر (۵۱)

۲۔ وکما قال فی "البحر" و التحقيق: أن بین جوف الرأس و جوف المعدة منفلاً أصلاً فمما وصل الی جوف الرأس یصل الی جوف البطن من الشامی میں ۲۶ جلد دوم۔

۳۔ "فتاویٰ عالمگیریہ" مطبوعہ ہند ص ۲۰۲ جلد اول، اور بدائع (۵۲) کتاب الصوم، فصل اربکان

۵۱۔ رد المحتار علی الدر المختار (۳۹۵/۲-۳۹۶)، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم و ما لا یفسده، مطلب: یکرہ السهر اذا خاف الصبح ۵۲۔ بدائع الصنائع (۲/۶۰۶، ۶۰۷)

امام) کی عبارت سے بھی یہ بات واضح ہے، وہی لفظ:

وما وصل الى الجوف أو الى الدماغ من المخارق الأصلية كالأنف و  
الأذن و الدبر، بأن استعطوا احتقن أو أقطر في أذنه، فوصل الى الجوف  
أو الى الدماغ، فسد صومه، أما اذا وصل الجوف فلا شك فيه، لوجود  
الأكل من حيث الصورة، وكذا اذا وصل الى الدماغ، لأن له منفذاً الى  
الجوف و أما وصل الى الجوف أو الى الدماغ من غير المخارق الأصلية  
بأن داوى الجائفة والأمة، فان داواها بدواء يابس لا يفسد، لأنه لم يصل  
الجوف ولا الى الدماغ، ولو علم أنه وصل يفسد في قول أبي حنيفة الخ  
والله ورسوله الأعلى أعلم، (۵۳)

فقیر نعیمی غلام معین الدین غفرلہ

خادم سواد اعظم، لاہور

۵۳۔ روزہ کی حالت میں انجکشن ٹمپید صوم ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کرام کے مابین اختلاف ہے۔ اس لئے روزہ دار کو چاہئے کہ وہ روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانے سے احتراز کرے، انجکشن چاہے کوئی بھی ہو، نس میں لگایا جانے والا یا گوشت یا جلد میں۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد وقار الدین کے فتاویٰ میں ہے: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بیمار شخص کا ماہ رمضان میں یا عمرہ وغیرہ پر جاتے ہوئے ٹیکہ لگوانا، جو کہ قانونی طور پر لگوانا ضروری ہے، روزہ کو توڑتا ہے یا نہیں؟ انجکشن دو طرح کا ہوتا ہے، ایک جو گوشت میں لگایا جاتا ہے اور دوسرا نس میں، جواب دہ کہ ٹیکہ یا کوئی دوا (سائل: محمد نعیم اقبال سعیدی)

الجواب: روزے کی حالت میں انجکشن لگوانا مختلف فیہ یعنی اس میں اختلاف ہے، بہاری رائے کے مطابق اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا، لہذا روزہ دار کو انجکشن لگوانے سے بچنا چاہئے، انجکشن دن میں لگوانا ضروری نہیں، رات میں بھی لگوا یا جاسکتا ہے، اس لئے رات میں لگوائیں۔ (وقار التاوی، (ج ۲، ص ۴۶۹) کتاب الصوم، مطبوعہ دارالافتاء دار